ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

نورِ ایمان

تربیت روحانی نہیں ہو سکتی اِلاَّ بتعلیم القرآن - ۲

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ

پڑھنے کے بعد قرآن مجید کو حال بنانا ضروری ہے، اس کے بغیر روحانی تربیت ناممکن ہے۔ ہندوؤں کے سادھو بہت ریاضتیں کرتے ہیں، کوئی جسم پر بھبوت مل کر بیٹھتا ہے کوئی ہاتھوں کو اوپر کر کے اُن کو سکھا لیتا ہے۔ لیکن اہل اللہ کو نظر آتا ہے کہ ان لوگوں کے سینے میں نور نہیں ہے گویا ساری عمر برباد ہوئی۔ نہ دنیا ملی اور نہ آخرت ہاتھ آئی۔

سینہ میں "نور" قرآن کی تعلیم اور حضور کی دامن گیری سے آتا ہے، بعض ہندو قرآن پڑھے ہوئے ہیں۔ پنڈت رام چند دہلوی اعلیٰ درجہ کا قاری تھا، وہ حدیث بھی پڑھا ہوا تھا۔ اُس کے ساتھ بڑے بڑے عالم بھی مناظرہ نہیں کر سکتے تھے، قرآن اور حدیث کا عالم ہونے کے باوجود حضور کی دامن گیری کے بغیر بے ایمان تھا۔

شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الادارہ:
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

ایڈیٹر:
مجاہد الحسینی

بدلِ اشتراک

سالانہ —— ۱۶ روپے
ششماہی —— ۹ روپے
سہ ماہی —— ۵ روپے

غیر ممالک

سعودی عرب:
سالانہ ہوائی جہاز —— ۵۰ روپے
بحری جہاز —— ۲۵ روپے

انگلینڈ:
سالانہ ہوائی جہاز —— ۶۸ روپے
بحری جہاز —— ۳۶ روپے

فی شمارہ
۳۵ پیسے

۲۶ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ ۶ر اکتوبر ۱۹۷۲ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین

شیرانوالہ دروازہ لاہور —— فون نمبر: ۶۷۵۴۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعن ہمام بن الحارث عن المقداد رضی اللہ عنہ ان رجلا جعل یمدح عثمان رضی اللہ عنہ فعمد المقداد فجثا علی رکبتیہ فجعل یحثو فی وجہہ الحصباء فقال لہ عثمان ما شأنک فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوہہم التراب

حضرت ہمام بن الحارث رضؓ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت سے بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا اور حضرت مقداد دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (کیونکہ بڑے پیٹ کے آدمی تھے) اور اس کے منہ پر لپوں میں کنکریاں بھر کر ڈالنی شروع کیں تو حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ حضرت مقدادؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جب تم تعریف کرنے والوں کو (تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔ (مسلم)

فہذہ الاحادیث فی النہی و جاء فی الاباحۃ احادیث کثیرۃ صحیحۃ قال العلماء وطریق الجمع بین الاحادیث ان یقال ان کان الممدوح عندہ کمال ایمان ویقین ورياضۃ نفس ومعرفۃ تامۃ بحیث لا یفتتن ولا یغتر بذلک ولا تلعب بہ نفسہ فلیس بحرام ولا مکروہ وان خیف علیہ شیء من ہذہ الامور کرہ مدحہ فی وجہہ کراہۃ شدیدۃ وعلی ہذا التفصیل تنزل الاحادیث المختلفۃ فی ذلک ومما جاء فی الاباحۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر رضی اللہ عنہ ارجو ان تکون منہم ای من الذین یدعون من جمیع ابواب الجنۃ لدخولہا وفی الحدیث الآخر لست منہم ای لست من الذین یسبلون ازرہم خیلاء وقال صلی اللہ علیہ وسلم لعمر رضی اللہ عنہ ما رآک الشیطان سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک والاحادیث فی الاباحۃ کثیرۃ وقد ذکرت جملۃ من اطرافہا فی کتاب۔ الاذکار

امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ یہ تمام احادیث ممانعت مدح کے اندر ہیں۔ اور اس کے جواز کے بارے میں بھی بہت سی احادیث موجود ہیں۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے۔ کہ دونوں قسم کی احادیث کے درمیان تطبیق کی یہ صورت ہے کہ اگر ممدوح (تعریف کیا گیا) کامل ایمان یقین رکھنے والا ہو اور ریاضت نفس اور معرفت تامہ اس کو حاصل ہو بایں طور کہ وہ تعریف سے فتنہ میں مبتلا ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ اس کا نفس خوش ہو تو اس وقت تعریف کرنا نہ حرام ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور اگر امور بالا میں سے اس میں کسی امر کے پائے جانے کا خدشہ ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف کرنا بہت ہی برا فعل ہے اور اس تفصیل کے مطابق مختلف قسم کی احادیث وارد ہوتی ہیں۔ چنانچہ تعریف کے جائز ہونے کے متعلق جو ارشادات وارد ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے کہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں۔ کہ تم انہی میں سے ہو گے۔ یعنی جن لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کے لئے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی ازار تکبر کے لئے لٹکاتے ہیں (حضرت ابوبکرؓ کی لنگی نیچے لٹک جایا کرتی تھی) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ کے بارے میں ہے کہ جب کبھی بھی کسی راستہ میں شیطان نے تم کو جاتا ہوا دیکھا تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو لیا غرضیکہ احادیث تعریف کے جواز کے متعلق بکثرت ہیں۔ ان میں سے کچھ جملے میں نے کتاب الاذکار میں بیان کر دیئے ہیں

وعن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سمعتم الطاعون بارض فلا تدخلوہا واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا منہا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جگہ پر طاعون ہونے کی تم کو اطلاع ملے تو تم وہاں نہ جاؤ۔ اور ایسے ہی جس مقام پر تم ہو اور وہاں طاعون پڑ جائے تو وہاں سے مت نکلو۔ (اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے ذکر کیا ہے

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ہن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور کسی نفس محترم کا ناحق خون بہانا، مگر اس کے حق کے ساتھ، اور سود کھانا اور یتیموں کا مال کھانا اور جہاد کے وقت مسلمانوں کی صفوں میں سے بھاگ جانا اور پاک دامن ایماندار بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا (بخاری ومسلم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال۔ نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزعفر الرجل۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفران سے رنگا ہوا لباس پہننے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(بخاری ومسلم)

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین

۲۶ر شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ

۶ر اکتوبر ۱۹۷۲ء ۲۰

جلد ۱۸ شمارہ ۱۹

مندرجات

رئیس الادارہ

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

مجاہد الحسینی

احترامِ رمضان کیلئے حکومت سرحد کا مستحسن فیصلہ

آرڈی ننس کے ذریعے پورے ملک میں احترامِ رمضان کرایا جائے

صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود نے جہاں اور بہت سے مفید اور مستحسن اقدامات کرکے ملتِ اسلامیہ سے خراجِ تحسین و آفریں وصول کیا ہے وہاں انہوں نے ماہ مقدس رمضان المبارک کی آمد سے قبل اس فیصلے کا اعلان کیا ہے کہ سرحد میں عنقریب احترام رمضان کا آرڈیننس جاری کیا جائے گا۔ جس کی رُو سے روزے کے اوقات میں شارع عام پر کھانے پینے اور ایسی اشیاء کی خرید و فروخت ممنوع ہوگی۔ تمام ہوٹل بند رہیں گے اور صوبہ سرحد میں آنے والے بے روزہ افراد کو اپنا انتظام خود کرنا پڑے گا۔

مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ سرحد نے احترام رمضان کے لیے قانونی اقدام کا اعلان کرکے ایک تاریخی فیصلہ کیا ہے لیکن ––– یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ جس مردِ خدا مفتی محمود کے خلاف ملک کے سیاستدان اور اخبارات گمراہ کن پروپیگنڈہ کرکے لوگوں کے جذبات مشتعل کرتے رہتے ہیں اور مفتی صاحب کو "پاکستان اور اسلام" کا دشمن قرار دینے کی مذبوحی حرکات کو بہت بڑی شرعی خدمت سمجھتے ہیں وہ پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں اسلامی آئین کے نفاذ اور شریعت محمدیہؐ کے مطابق احترام رمضان المبارک کے سلسلہ میں کوئی جدوجہد کیوں نہیں کرتے۔ کیا اسلام اور پاکستان کی خدمت کا تمام تر دارو مدار صرف مفتی صاحب کی مخالفت پر ہی موقوف ہے ––– ؟

آخر کیا وجہ ہے کہ ۲۵ سال گذرنے کے باوجود پاکستان میں آج "احترام رمضان" کے لیے آرڈیننس نافذ کرنے کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ کیا اس ملک کے باشندے اخلاقی اعتبار سے اس قدر گر گئے ہیں کہ انہیں راہ راست پر لانے اور خدائی احکام پر عمل پیرا کرانے کے لیے اب قانون کا سہارا لینے کی نوبت آرہی ہے ––– !

یہ صورتِ حال اس حقیقت کی منہ بولتی تصویر ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد کلمہ طیبہ بیان کرنے والے اربابِ اقتدار اپنے نعرہ میں ہرگز مخلص نہ تھے ورنہ وہ اپنے زمانۂ اقتدار میں اسلام کے لیے کچھ تو ضرور کرتے ––– ؟

آج ایک عالم دین مفتی محمود نے برسر اقتدار آکر اپنے وعدے پورے کرنے کے لیے جیسے بعد دیگرے جو عملی اقدامات کئے ہیں وہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ علماءِ کرام کے وعدے دھوکہ باز سیاست دانوں کی طرح نہیں ہیں ––– !

ہم صوبہ سرحد کی حکومت کو ان اقدامات پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے دیگر صوبائی حکومتوں خصوصاً مرکزی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھی امسال ماہ مقدس رمضان المبارک کے احترام کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔ کیونکہ رمضان کے دنوں میں ملک کی شہری آبادی رمضان کا قطعاً احترام نہیں کرتی ہے ––– ! لوگ شارع عام کھاتے پیتے اور روزے کا مذاق اڑاتے ہیں۔

یہ صورتِ حال کسی اسلامی مملکت اور مسلم ریاست کے ہرگز شایان شایان نہیں۔

احترام رمضان کے لیے خصوصی اقدام کی آج اس لیے بھی زیادہ ضرورت ہے کہ ہمارے ملک کی غالب اکثریت کا حصّہ مشرقی پاکستان چونکہ ہماری بداعمالیوں کوتاہیوں اور خدائی احکام سے نافرمانی کے باعث ہم سے الگ ہوگیا ہے۔ آج ماہ مقدس رمضان کی آمد آمد پر ہمیں خدا کے احکام کی پیروی اور اس کے مقدس مہینہ کا احترام کرنے میں پورا اہتمام کرنا چاہیئے ––– ؛

اللہ کے عذاب سے بچنے، ذلت و رسوائی اور ملی زوال و انحطاط سے نجات پانے کی واحد صورت صرف یہی ہے کہ پاکستان کی پوری مسلم قوم اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کرے اور خدائی احکام اور اس کے مقدس مہینہ کے احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

● عازمین حج کا مسئلہ

وزیر حج و اوقاف مولانا کوثر نیازی نے اپنے تازہ بیان میں کہا ہے کہ حکومت کی سابقہ پالیسی اور اعلان کے مطابق امسال ایک لاکھ عازمین فریضہ حج کی سعادت حاصل نہ کرسکیں گے کیونکہ بیرونی ممالک کی یہودی جہازران کمپنیوں نے ہماری ضرورت کے مطابق جہاز دینے سے انکار کردیا ہے۔

اس لیے ۳۵ ہزار عازمین حج بحری راستے سے، دس ہزار خشکی کے راستے اور پانچ ہزار فضائی

راستے سے فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں گے۔

موجودہ ارباب اقتدار نے عوام الناس کو یہ باور کرانے کی پوری کوشش کی ہے کہ اس نے حج پر عاید شدہ تمام پابندیاں ختم کر دی ہیں اور اب ہر شخص حج کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔

خدام الدین کے صفحات میں "پاکستان کی حج پالیسی" پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ہمارا شروع سے ہی یہ موقف رہا ہے کہ حج پالیسی ٹھوس بنیادوں پر استوار ہونی چاہیئے یہ کیا ہے کہ خشکی کے راستے عازمین حج کبھی بسوں کی خصوصی اہلیت ٹرکوں اور معاون بسوں کے انتظامات کی بات کی جاتی ہے کبھی ان شرائط اور پابندیوں کو ختم کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اور حج بحری راستے کے لیے بھی نئی پالیسی وضع ہو رہی ہے اس قسم کی گومگو پالیسی سے عوام الناس میں اضطراب، بے چینی اور مایوسی پھیلتی ہے اور اس سلسلہ کا سب سے افسوسناک مسئلہ ان عازمین حج کا ہے جو گذشتہ دس پندرہ سال سے قرعہ اندازی میں حصہ لے کر تھک ہار گئے اور نا امید ہو کر بیٹھ گئے ہیں——!

ارباب اختیار کو آج بھی ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ قابل عمل اور ٹھوس پالیسی اور صحیح صحیح صورت حال سے قوم کو آگاہ کر دیں غلط توقعات کے نقصانات اعتراف کوتاہی سے بہر طور سنگین اور زیادہ ہیں——!

۱۳۹۲ھ - ۱۹۷۲ء برائے شہر لاہور و مضافات

نقشہ اوقات سحری و افطار رمضان المبارک

(مطابق سٹینڈرڈ ٹائم مغربی پاکستان)

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق، اختتام سحری منٹ	صبح صادق، اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
پیر	۹ر اکتوبر	یکم رمضان	۴۰	۴	۴۱	۵
منگل	۱۰ "	۲ "	۴۱	۴	۴۰	۵
بدھ	۱۱ "	۳ "	۴۲	۴	۳۹	۵
جمعرات	۱۲ "	۴ "	۴۳	۴	۳۷	۵
جمعہ	۱۳ "	۵ "	۴۳	۴	۳۶	۵
ہفتہ	۱۴ "	۶ "	۴۴	۴	۳۵	۵
اتوار	۱۵ "	۷ "	۴۵	۴	۳۴	۵
پیر	۱۶ "	۸ "	۴۵	۴	۳۳	۵
منگل	۱۷ "	۹ "	۴۶	۴	۳۱	۵
بدھ	۱۸ "	۱۰ "	۴۷	۴	۳۰	۵
جمعرات	۱۹ "	۱۱ "	۴۷	۴	۲۹	۵
جمعہ	۲۰ "	۱۲ "	۴۸	۴	۲۸	۵
ہفتہ	۲۱ "	۱۳ "	۴۸	۴	۲۷	۵
اتوار	۲۲ "	۱۴ "	۴۹	۴	۲۶	۵
پیر	۲۳ "	۱۵ "	۵۰	۴	۲۵	۵

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق، اختتام سحری منٹ	صبح صادق، اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
منگل	۲۴ر اکتوبر	۱۶ر رمضان	۵۱	۴	۲۴	۵
بدھ	۲۵ "	۱۷ "	۵۱	۴	۲۳	۵
جمعرات	۲۶ "	۱۸ "	۵۲	۴	۲۲	۵
جمعہ	۲۷ "	۱۹ "	۵۳	۴	۲۱	۵
ہفتہ	۲۸ "	۲۰ "	۵۴	۴	۲۰	۵
اتوار	۲۹ "	۲۱ "	۵۵	۴	۱۹	۵
پیر	۳۰ "	۲۲ "	۵۵	۴	۱۸	۵
منگل	۳۱ "	۲۳ "	۵۶	۴	۱۷	۵
بدھ	یکم نومبر	۲۴ "	۵۷	۴	۱۷	۵
جمعرات	۲ "	۲۵ "	۵۸	۴	۱۶	۵
جمعہ	۳ "	۲۶ "	۵۸	۴	۱۵	۵
ہفتہ	۴ "	۲۷ "	۵۹	۴	۱۴	۵
اتوار	۵ "	۲۸ "	۵۹	۴	۱۳	۵
پیر	۶ "	۲۹ "	۰	۵	۱۲	۵
منگل	۷ "	۳۰ "	۱	۵	۱۱	۵

جدید مسائل

• نادرالوقوع حالات اور قرآن مجید • صورتِ حکم کے بجائے مقصدِ حکم! • سوکناپے اور رقابت کا مسئلہ • تجرّد ایک ظلم

(قسط نمبر ۴)

تحریر: مجاہد الحسینی

نادرالوقوع حالات اور قرآن مجید

جناب مودودی صاحب نے فرمایا ہے "میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان اس مخصوص حالت کے لئے نہیں بلکہ عام حالت کے لئے ہے جس میں دونوں بہنوں کے الگ الگ وجود ہوتے ہیں"۔

سوال یہاں مودودی صاحب کے خیال یا ان کی رائے کا نہیں خداوند قدوس کے فرمان اور اس کے احکام کا ہے جب اللہ تعالےٰ نے ایک اصول اور ضابطہ مقرر فرما دیا تو اس حکم کو عام حالات پر محمول کرنا اور مخصوص صورتِ حال سے مستثنیٰ کرنے کی جسارت کرنا کسی بھی انسان کے تصرف اور اختیار میں نہیں ہے۔ اس طرح تو مخصوص اور نادرالوقوع صورتِ حال کا سہارا لے کر اسلام اور قرآن مجید کا ہر حکم تبدیل کرنے کی راہیں کھل جائیں گی، اور ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو قرآن مجید کی آیات کے دو معنیٰ مراد لینے کی تاویلیں شروع کر دیں گے کہ اس آیت کا حکم نادرالوقوع صورت کے لئے نہیں بلکہ عام حالات کے لئے ہے۔

مرزائیوں کی طرف سے اسی طرح کی تاویلات کا سہارا لینے کی ناکام کوشش پر ہی علماء کرام نے گرفت کی ہے۔ اور اسلام کے مقدس اور پاکیزہ نظریات میں تاویلاتِ باطلہ کی قباحتوں اور خباثتوں کو گھسنے کا ادنیٰ تصور بھی برداشت نہیں کیا ہے۔ اور پوری شدت کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو ناکام و نامراد بنا دیا ہے!

خدانخواستہ اگر احکامِ ربانی کو عام حالت کے لئے مختص کر دیا جائے اور "مخصوص، شاذ، نادرالوقوع" حالات کو ان احکام سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے تو اس بات کی کیا ضمانت دی جا سکتی ہے کہ ہر حکم کی تاویل کر کے اسے مخصوص، شاذ اور نادرالوقوع صورتِ حال پر چسپاں نہ کیا جائے گا۔

سوکناپے اور رقابت کا مسئلہ

مودودی صاحب نے دو بہنوں کا ایک ہی مرد کے نکاح میں اکٹھا کرنے کی قباحتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ان کی بجائے ہونا یہ چاہئے اَن تَجمَعُوا بَینَ الاُختَین کے ظاہر کو چھوڑ کر صرف اس کی منشا کو پورا کیا جائے۔ حکم کا منشا یہ ہے کہ دو بہنوں کو سوکناپے کی رقابت میں مبتلا کرنے سے پرہیز کیا جائے!"

یہاں چونکہ ایسی صورتحال درپیش ہے کہ دونوں کا نکاح یا تو ایک ہی شخص سے ہو سکتا ہے یا پھر کسی سے نہیں ہو سکتا اس لئے یہ فیصلہ دونوں بہنوں پر چھوڑ دیا جائے کہ آیا وہ بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں جانے پر راضی ہیں یا دائمی تجرد کو ترجیح دیتی ہیں اگر وہ پہلی صورت کو قبول کر لیں تو ان کا نکاح کسی ایسے شخص سے کر دیا جائے جو انہیں پسند کرے اگر وہ دوسری صورت کو ہی ترجیح دیں تو پھر اس ظلم کی ذمہ داری سے ہم بھی بری ہیں اور خدا کا قانون بھی"۔

یہاں جمع بین الاختین کی ممانعت کا منشا دو بہنوں کو سوکناپے کی رقابت سے بچانا ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر بالفرض دو بہنیں اپنی رضامندی، خوشی اور رغبت کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ہم سوکناپے کی رقابت میں ہرگز ہرگز مبتلا نہ ہوں گی اور ان دو بہنوں کے والدین بھی اس رضامندی کا اظہار کر دیں کہ ہم اپنی لڑکیوں کو خوامخواہ دو دامادوں کے حوالے کرنے کی زحمت اور کلفت سے بچ جائیں گے تو کیا حکم خداوندی کے ظاہر کو چھوڑ کر مقصدِ حکم پورا کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے خدائی احکام کے مقاصد اور منشا بیان کر کے حکم کا مقصد ہی ختم کر دینے کا عقیدہ رکھنا یا عملاً اسے غیر مؤثر بنا دینا درحقیقت حکم خداوندی کے انکار اور اسکی سراسر تحریف کے مترادف ہے

صورتِ حکم کے بجائے مقصدِ حکم

مودودی صاحب نے فرضی مسائل کے جواب میں ایک ایسی بات کہی ہے اور ایک ایسا موقف اختیار کیا ہے جس کی مثال صرف ان ملحدین کے نامۂ اعمال میں مل سکتی ہے۔ جنہوں نے اسلام کے مقابلہ میں یا تو اپنے نئے نظریات پیش کئے ہیں یا جنہوں نے اسلام کے پاکیزہ اور صاف و شفاف چہرے کو تاویلاتِ باطلہ اور تحریفاتِ قبیحہ سے داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے ۔۔۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

"اللہ تعالےٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ عام حالات کے لئے حکم بیان کرتا ہے۔ اور مخصوص، شاذ اور نادرالوقوع یا عسیر الوقوع حالات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس طرح کے حالات سے اگر سابقہ پیش آ جائے تو تفقہ کا تقاضا یہ ہے کہ عام حکم کو ان پر جوں کا توں چسپاں کرنے کے بجائے صورتِ حکم کو چھوڑ کر مقصد حکم کو مناسب طریقے سے پورا کیا جائے"۔

مودودی صاحب نے اس تحریر کے آگے ایک مثال بھی پیش کی ہے کہ روزہ رکھنے اور افطار کے لئے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کی حدود و قیود ان علاقوں کے لئے ہیں۔ جہاں رات دن کا الٹ پھیر چوبیس گھنٹوں کے اندر پورا ہو جاتا ہے۔ اس حکم کا اطلاق قطب شمالی کے ان علاقوں پر نہیں ہو گا جہاں رات دن کا طول کئی کئی مہینوں تک ہے۔

قرآن مجید کے ظاہری احکام کو چھوڑ کر مقصد حکم پورا کرنے کے لئے مودودی صاحب نے یہ جو مثال پیش کی ہے۔ اگر وہ جمع بین الاختین پر چسپاں ہو سکتی ہے تو اس طرح ...... نعوذ باللہ قرآن مجید کے ہر حکم کا ظاہر چھوڑنے اور مقصدِ حکم پر عمل پیرا ہونے کی نئی نئی تشریحات شروع ہو جائیں گی اور تاویل و تحریف کے نئے نئے فتنے پیدا ہو جائیں گے۔

جس طرح گذشتہ چند برس کی بات ہے کہ پاکستان کی صدارتی عہدہ کی امیدوار ایک خاتون کے لئے مودودی صاحب نے عورت کی سربراہی کے بارے میں اسلام کے واضح احکامات کو نظرانداز کر کے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ اسلام کی سربراہی کا یہ حکم اس "خصوصی" حالت کے لئے نہیں ہے۔ گویا اسلامی احکام کے عموم اور خصوص کی تشریح کا کام مودودی صاحب پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ جوں جوں نئے نئے مسائل اور نئے نئے حالات پیدا ہوتے رہیں گے انکی توضیح و تشریح کی خدمت آپ انجام دیتے رہیں گے۔

تجرّد ایک ظلم؟

مودودی صاحب نے اپنی مندرجہ بالا تشریح میں ان دو جڑواں بہنوں کی طرف سے دائمی تجرد کی زندگی اختیار کرنے کو "ظلم" سے تعبیر کیا ہے۔

گویا اسلامی احکام اور قرآن مجید کے واضح فیصلے پر اگر وہ عمل پیرا ہوتی ہیں اور برضاء و رغبت تجرد کا فیصلہ کر لیتی ہیں کہ ان کی زندگی چونکہ خلقت اور پیدائش کے اعتبار سے مرقعِ عبرت ہے اس لئے ایسی ناگفتنی اور تکلیف دہ زندگی کے چند دن پورا کرنے کے لئے ہمیشہ ازدواجی تعلقات کے بغیر ہی وقت گذار دیں تو اسے ظلم کیوں قرار دیا گیا ہے؟

ہو سکتا ہے کہ ان کے لئے یہی فیصلہ موجبِ رحمت اور باعثِ برکت ہو اور خداوند تعالیٰ ان کے اس فیصلے سے راضی ہو جائیں کہ انہوں نے چونکہ میرے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی کے ایسے تلخ اور کٹھن دن پورے کئے ہیں اس لئے جنت الفردوس میں ان کی اخروی زندگی راحتوں اور مسرتوں سے بھرپور ہو گی

خیر۔ یہ تو دو جڑواں فرضی بہنوں کا مسئلہ ہے مودودی صاحب کی ان افراد کے بارے میں کیا رائے ہے جو معاشی بدحالی اور تنگدستی کے عالم میں یا وسائل و ذرائع کے فقدان کے باعث ہمیشہ ہمیشہ تجرد کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کیا ان کی زندگی بقول مودودی صاحب سراپا "ظلم" کا مظہر نہیں اور اس ظلم کا ذمہ دار کون ہے؟

(جاری ہے)

مجلس ذکر اور آیت کریمہ

رمضان المبارک میں نہیں ہو گی۔

(ادارہ)

بھارت سے پاکستان تک ظلم و تشدد کی دلدوز داستانیں

رات کے سناٹے میں بے بس لڑکیوں کی چیخیں اور آہیں سنائی دیتی تھیں

بہت سی مسلمان عورتیں گورداسپور جیل سے نامعلوم جگہ بھیج دی گئیں ہندوستانی جیلوں میں انسانیت سوز سلوک کی کہانی ــ واپس آنیوالوں کی زبانی

لاہور ۱۸ ستمبر (امروز کے سٹاف رپورٹر سے) بھارت کی قید سے رہائی پانے کے بعد آج ۸۷ پاکستانی باشندے وطن واپس پہنچ گئے ہیں۔ ان میں بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں شامل ہیں۔ ان باشندوں کو شکرگڑھ اور قصور کے علاقوں سے جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء کے دوران بھارتی فوج پکڑ کر لے گئی تھی۔ نو بیمار عورتوں کو میو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ پانچ سو بارہ پاکستانی کل وطن پہنچیں گے یہ شہری واہگہ کے راستے آئے اور حکومت پاکستان کے نمائندوں نے انہیں قریبی چیک پوسٹ پر ٹھہرایا ہے حکومت کی طرف سے انہیں کپڑوں کا ایک ایک جوڑا اور بالغوں کو ایک سو روپے اور نابالغوں کو پچاس روپے فی کس دیئے گئے۔

اٹھاون عورتوں، چودہ مردوں اور چھ بچوں پر مشتمل جب پہلا قافلہ وطن عزیز میں داخل ہوا تو دیہات کے رہنے والے یہ سیدھے سادے اور سیاسی رموز سے ناآشنا لوگ حواس باختہ تھے۔ ان میں سے اکثر کو یہ تسلیم کرنے میں تامل تھا کہ وہ پاکستان پہنچ چکے ہیں۔ چنانچہ السلام علیکم کے جواب میں وہ ہاتھ جوڑ رہے تھے۔ وطن سے ۹ ماہ کی دوری اور قید و بند کی صعوبتوں کی وجہ سے بعض نے اپنے عزیز و اقارب کو بھی نہیں پہچانا۔ کیمپ میں روٹی کھانے اور سستانے کے بعد جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ واقعی اپنے وطن میں ہیں تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور شکرگڑھ بھائیاں کی ایک خاتون اللہ رکھی نے وطن کی زمین کو آنکھوں سے چومنا شروع کر دیا۔ ان میں بیشتر لوگ اپنے گھروں کو پہنچنے کے لیے بے قرار تھے لیکن ایک خاتون جسے ایک عرصہ بعد سکون اور ہمدرد لوگ ملے تھے اسی جگہ رہنے پر مصر تھیں وہ ویلفیئر افسر مسز اختر حبیب کے گلے لگ کر رونے لگیں اور ضد کر رہی تھیں کہ انہیں یہاں سے نہ بھیجا جائے۔ موضع دینا شکرگڑھ کے سردار نے بتایا کہ وہ گرفتاری کے وقت بھینسوں کو چارہ ڈال رہا تھا کہ اچانک بھارتی سپاہی آ گئے اور اسے پکڑ کر لے گئے۔ مجھے پہلے بھارتی حدود میں واقع تھانہ تین کوٹ لے جایا گیا اور وہاں سے گورداسپور جیل منتقل کر دیا گیا۔ اس نے بتایا کہ گورداسپور جیل میں ہمیں الگ رکھا گیا تھا۔ مذہبی عبادت کی آزادی تھی اور باقی قیدیوں جیسا کھانا ملتا تھا۔

نماز کی آزادی

موضع چاتری شکرگڑھ کی نوجوان لڑکی بلقیس نے بتایا کہ میں اپنی پھوپھی، بھابی اور ننھی بھتیجی کے ہمراہ گھر میں بیٹھی تھی کہ اچانک بھارتی فوجی گھس آئے اور ہم سب کو پکڑ کر لے گئے اور گورداسپور جیل میں خواتین کے حصہ میں بند کر دیا۔ بلقیس نے بتایا کہ بھارتی قیدی خواتین اور جیل کے عملے نے ہمارے ساتھ بہتر سلوک کیا۔ ہم سے صرف بارکیں صاف کرائی جاتی تھیں۔ اس نے بتایا کہ بھارتی خواتین بھی جنگ کے نام سے توبہ کرتی ہیں اور امن کی خواہاں ہیں۔ اس نے بتایا کہ شروع میں ایک دو روز ہم نے بھارتی قیدی خواتین سے ڈر کر نماز نہیں پڑھی تو انہوں نے خود ہم سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو تو نماز کیوں نہیں پڑھتیں۔ ہمارے بتانے پر کہ ہمیں تم سے خوف آتا ہے وہ بہت ہنسیں اور اس کے بعد ہم نے پانچوں وقت کی نماز شروع کر دی۔

ورنہ گولی مار دیں گے!

موضع تزا کے تحصیل شکرگڑھ کے ایک طالب علم محمد سرور نے بتایا کہ جب ہمیں پکڑا گیا تو بھارتی فوج نے متعدد بار کہا کہ ہمیں پاکستان کے بارے میں اہم معلومات دو ورنہ گولی مار دیں گے۔ جب ہم خاموش رہتے تو وہ رائفل میں گولیاں بھر کر کہتے کہ اپنے منہ دوسری جانب کر لو اور گولی کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس پر ہم جواب دیتے کہ ہمارے سینے میں گولی مار دو ہم پیچھے گولی نہیں کھائیں گے۔

چک الیسر اور موضع جھنڈو اور جگو وال کے صادق علی، احمد دین، شریف، نسیم اور بشیر نے بتایا کہ ان نو ماہ کے دوران بھارتی حکام نے ہمارے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا۔

موضع فتو وال تحصیل شکرگڑھ کے ایک شخص عبدالمجید نے دکھ بھری داستان سناتے ہوئے کہا کہ جنگ سے ایک روز قبل ہمارے کھیتوں اور گاؤں کے اردگرد پاک فوج نظر آ رہی تھی اور ہم مطمئن تھے کہ اس مرتبہ پھر ہم دشمن کے دانت کھٹے کریں گے جنگ کے دوسرے روز ہم نے بھارتی فوج کو اپنے گاؤں میں گھومتا ہوا پایا۔ انہوں نے ہمیں جیپوں میں ڈال لیا اور نزدیکی تھانوں کی حوالات میں بند کر دیا۔ دو حوالاتیں جن میں بمشکل دس افراد سما سکتے تھے۔ ان میں تیس افراد کو ٹھونس دیا گیا۔ اس کے بعد ہمیں بھارت کی مختلف جیلوں میں منتقل کر دیا گیا۔ اس نے بتایا کہ جیل میں ہمیں چھان بورے کی روٹیاں دیتے تھے۔ ان روٹیوں میں گندم کے دانے اور بھوسے کے تنکے بھی ہوتے تھے۔ اس نے اپنی دکھ بھری داستان سناتے ہوئے ملک معراج خالد سے کہا کہ جناب اس قوم سے نہیں ملنا چاہیے۔ اس پر ملک صاحب نے جواب دیا کہ فکر نہ کرو اس قوم سے ہم نہیں ملیں گے۔

اور لڑکیوں کی دلدوز چیخیں

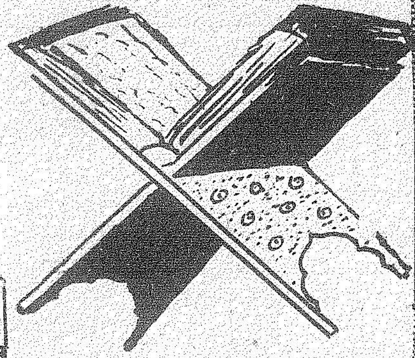
زرعی یونیورسٹی کے تھرڈ ایئر کے ایک طالب علم اعجاز احمد نے نمائندہ امروز کو نوجوان لڑکیوں کے ساتھ بھارتیوں کی زیادتی کی داستان سناتے ہوئے کہا کہ ہمیں ۱۳ دسمبر کو صبح ۹ بجے موضع بھابڑہ سے ہندوستانی فوج پکڑ کر نزدیک ہی بینے کوٹ تھانے میں لے گئی۔ وہاں سے ہمیں گورداسپور جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ ہمارے ساتھ موضع چھنگواڑی، بھائی پور، نشالے اور ددے چک کی تقریباً سولہ نوجوان لڑکیاں بھی تھیں۔ ان لڑکیوں کو گورداسپور جیل میں ہمارے ساتھ والے چھوٹے سے بلاک میں رکھا گیا تھا۔ آدھی رات کے وقت اچانک زور زور سے رونے اور دل ہلا دینے والی چیخیں سنائی دیں بعض لڑکیاں کہہ رہی تھیں کہ خدا کے واسطے ہمیں کچھ نہ کہو، ہم سمجھ گئے کہ ان لڑکیوں سے زیادتی کی جا رہی ہے۔ ان کی آبرو پر حملہ ہو رہا ہے لیکن ہم بے بس تھے۔ رات بے چینی میں گزری۔ صبح اٹھتے ہی جب ہم نے اس چیخ و پکار کے بارے میں جیل کے ملازمین سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ بعض لڑکیاں پاگل ہیں اور وہ بلاوجہ چیخیں مار رہی تھیں۔

اعجاز نے کہا کہ مجھے یقین نہیں آیا اور حقیقت

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

مجلسِ ذکر
میں
۲۱ ستمبر ۱۹۷۲ء

رپورٹ: عبدالرشید انصاری



رمضان المبارک

- احتساب نفس
- گناہوں کی مغفرت
- رحمتوں کا نزول

اپنی اور معاشرے کی اصلاح کے لئے رمضان المبارک کے احترام کے تمام تقاضے پورے کیجیے

جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا خطاب

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ (البقرہ آیت ۱۸۵)

سو جو تم میں سے کوئی اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو۔

دین اسلام کی رو سے سال کے بارہ مہینوں میں رمضان المبارک کو دوسرے گیارہ مہینوں پر خصوصی امتیاز و فوقیت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے امت مسلمہ کو اس مہینہ میں بڑی نعمتوں سے نوازا ہے اور بجائے خود یہ مہینہ روزوں کا مہینہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام اور احسان ہے۔

شعبان المعظم ختم ہوتے ہی رمضان المبارک کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس ماہ مبارک کے خیر مقدم اور احترام و اکرام کے تقاضوں کو پورا کرنا پوری ملت اسلامیہ کا اجتماعی دینی فریضہ ہے جس کی ادائیگی سے دنیا میں ہم پر اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا اور آخرت میں نجات کا راستہ میسر آسکے گا۔

انسان کا یہ فطری خاصا ہے کہ وہ احسان و مروت سے متاثر ہوتا ہے اور اپنے محسن کے لیے اس کے دل میں احترام و عقیدت کے جذبات کروٹیں لینے لگتے ہیں تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو ذاتِ گرامی حقیقی منعم اور محسن ہے جس نے ایک نہیں، بلکہ اتنے احسانات کیے ہیں کہ انہیں شمار کرنا بھی تمام انسانوں کی بس کی بات نہیں۔ اس کا شکر بجا لایا جائے اس کی محبت میں ہم سب کچھ چھوڑ دیں، دنیا کی ہر شے سے کٹ کر ایک اسی سے اپنا رشتہ مضبوط کریں تاکہ وہ ہم سے راضی ہو جائے اور اپنے نافرمانوں کی صف میں ہمیں کھڑا نہ کرے۔

اس کے شکر گزار بندے بننے کا طریقہ یہ ہے کہ جن کاموں کے کرنے کا اس نے حکم فرمایا ہے وہ کیے جائیں اور جن سے منع کیا ہے انہیں نہ کیا جائے۔ اس لحاظ سے رمضان المبارک بڑا مقدس مہینہ ہے۔ اس میں ہمیں احتساب نفس کا موقع ملے گا اپنی خواہشات پر کنٹرول کرنے کی اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنا امت مسلمہ کے لیے بہت ضروری چیز ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک رمضان المبارک میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات پوری کرنے سے رُکے رہنا ہر مسلمان مرد و عورت کا فرض ہے سوائے اس کے کہ کوئی ایسا عذر درپیش ہو جسے شریعت تسلیم کرے اور روزہ قضا کرنے کی اجازت دے۔ اس کے علاوہ اگر بلا عذر اور بلا وجہ روزہ ترک کیا گیا تو یہ اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی ناشکری اور نافرمانی ہو گی۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی رمضان المبارک میں موجود ہو اسے پورے ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے ہاں جو کوئی ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے کی اس میں ہمت نہ ہو یا کوئی حالت سفر میں ہو تو اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن جتنے روزے رہ جائیں۔ رمضان گزرنے، بیماری سے شفایاب ہونے یا سفر سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اتنے روزے رکھنے ہوں گے۔

مقصود اس سے یہ ہے کہ فریضۂ خداوندی بھی ادا ہو جائے اور مسلمانوں کو اپنی استطاعت اور طاقت سے زیادہ مشقت بھی اٹھانی نہ پڑے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سورہ بقرہ کی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

"مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو اول رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور بوجہ عذر پھر مریض اور مسافر کو افطار کرنے کی اجازت دی اور دیگر اوقات میں ان دنوں کی شمار کے برابر روزوں کا قضا کرنا تم پر پھر واجب فرمایا۔ ایک ساتھ ہونے یا متفرق ہونے کی ضرورت نہیں تو اس میں اس کا لحاظ ہے کہ تم پر سہولت رہے دشواری نہ ہو اور یہ بھی منظور ہے کہ تم اپنے روزوں کی شمار پوری کر لیا کرو۔ ثواب میں کمی نہ آجائے اور یہ بھی منظور ہے کہ تم اس طریقہ سراسر خیر کی ہدایت پر اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اس کو بزرگی سے یاد کرو۔ اور یہ بھی مطلوب ہے کہ ان نعمتوں پر تم شکر کرو اور شکر کرنے والوں کی جماعت میں داخل ہو جاؤ۔"

حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:۔

"سبحان اللہ! روزہ جیسی مفید عبادت ہم پر واجب اور مشقت اور تکلیف کی حالت میں سہولت بھی فرما دی اور فراغت کے وقت میں اس نقصان کے جبر کا طریقہ بھی بتلا دیا۔"

غرض یہ ہے کہ مسلمان اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی کے لیے دن رات محنت کریں، سابقہ گناہ بخشوائیں اور آئندہ کے لیے توبہ کریں، صدقات و خیرات، قیام لیل، ذکرِ الٰہی اور روزوں سے نیکیوں میں اضافہ کریں اور جھوٹ، غیبت، عیب جوئی، ایذا رسانی، ناانصافی، رشوت، چوری، ڈکیتی اور ظلم و ستم ڈھانے سے مکمل اجتناب کر کے برے کاموں سے بچنا اور نیک کام کرنا سیکھیں اور پھر سال بھر اسی پر کاربند رہیں۔ اس طرح پورے معاشرے کی اصلاح ہو جائے گی اور انفرادی و اجتماعی وقار میں بھی اضافہ ہوگا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ "فلسفہ روزہ" میں لکھتے ہیں:۔

"روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلیٰ ہو جائے گا۔ ضبط نفس اور تحمل اس میں آئے گا۔ اپنے آپ کو شرارت اور فتنے سے بچائے گا۔ دنیا میں اعلیٰ درجے کا امن پسند اور مرنجاں مرنج شریف نظر آئے گا۔ ساتھ ہی اس کے معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جب ہر ایک مسلمان ان اوصاف حمیدہ سے مزین ہوگا تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھانے کی غرض ہی یہی ہے کہ سال بھر کے بعد اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔"

اس لیے رمضان المبارک کی برکات سے پوری طرح مستفید ہو کر ہمیں اپنی اور اپنے معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ خدائے ارحم الراحمین عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز

ہر بری بات سے بچنے اور اچھائی حاصل کرنے کا ایک مؤثر طریقِ کار

نماز کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات ہیں اور قرآن حکیم میں سات سو مقامات پر نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ نماز کی اہمیت کیا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"پانچ نمازیں ان تمام صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیانی وقفوں میں سرزد ہوتے ہیں۔" (مسلم)

ایک مرتبہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ سے استفسار فرمایا:-

"اگر کسی کے گھر کے سامنے ایک نہر رواں ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہی حال نماز کا ہے۔ جب مومن پانچ بار اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دیتا ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔"

ایک بار پت جھڑ کے موسم میں حضرت ابوذر غفاریؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ کر زور سے ہلایا پتے بے تحاشا گرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"اے ابوذرؓ! جو مسلمان خالصۃً للہ نماز ادا کرتا ہے اس کے گناہ انہی پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔"

شبِ معراج جو بلندی کی رات ہے اور جس میں عبد اپنے معبود سے اتنا قریب ہوا کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد اس کی مثال نہیں۔ نماز اہل ایمان پر اس بے مثال ساعت میں فرض کی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے سامنے اپنے آپ کو اتنا پست اور اتنا عاجز کر دیا کہ اس کے بعد عجز کا کوئی مقام نہ رہا اور یہی عبادت کا حقیقی مفہوم بھی ہے۔ علماء کہتے ہیں۔ اصل العبادۃ غلبۃ التذلل۔ جب آپؐ نے اتنی خاکساری اور فروتنی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اتنا بلند کر دیا کہ اس کے بعد بلندی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نماز اسی بلندی کی مظہر ہے — یہی سبب ہے کہ صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "الصلوٰۃ معراج المومنین" نماز مومنین کی معراج ہے۔

صحابہ کرامؓ اور ائمہ کرام میں اس بات پر اختلاف ہے کہ شریعت میں تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں تین واضح اور نمایاں گروہ ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کی تو یہ رائے ہے کہ تارکِ صلوٰۃ کافر و مرتد ہے۔ اس لیے وہ واجب القتل ہے۔

دوسرے گروہ کے نزدیک تارکِ نماز کافر اور مرتد تو نہیں لیکن واجب القتل ضرور ہے جس طرح زانی پر حد جاری کی جاتی ہے۔ اسی طرح "تارکِ نماز" کو بھی قتل کی سزا دینی چاہیے۔ اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ تارکِ نماز کو تین دن مہلت دے اگر وہ تین دنوں کے اندر نماز کا پابند ہو جائے تو فبہا ورنہ اسے قتل کی سزا دینی چاہیے۔

تیسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ تارک نماز کو قتل نہ کیا جائے۔ البتہ اسے بدنی سزا دی جائے یا قید کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ تائب ہو جائے یا قید کی حالت ہی میں مر جائے۔ پہلے گروہ میں جو تارک نماز کو کافر، مرتد اور پھر واجب القتل قرار دیتا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور امام احمد بن حنبلؒ شامل ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی (اپنی کتاب غنیۃ الطالبین فصل ۲۰ میں) اسی رائے کے مؤید ہیں ان حضرات کے نزدیک نماز کا تارک کسی مسلمان عورت سے نکاح نہیں کر سکتا نہ مسلمان باپ کے ترکہ کا حق دار ہے۔

دوسرے گروہ میں جو تارک نماز کو کافر تو نہیں البتہ واجب القتل قرار دیتا ہے حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالکؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ شامل ہیں۔

تیسرے گروہ میں جو تارکِ نماز کے قید کا حامی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور حضرت امام اعظمؒ جیسے جلیل القدر بزرگ شامل ہیں۔ (در مختار)

مندرجہ بالا تینوں مسلکوں کے علاوہ کوئی مسلک ہمارے سلف سے منقول نہیں۔ حنفی حضرات تیسرے مسلک کے قائل ہیں۔ لیکن دوسرے دو گروہوں میں جو جلیل القدر بزرگ شامل ہیں۔ اس کے پیش نظر کسی جماعت کو آپ غلط بھی قرار نہیں دے سکتے

ہمارے ائمہ اور بزرگ اختلاف تو رکھتے تھے۔ لیکن ان کے اختلافات کا انداز یہ تھا وہ ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور رائے سے اختلاف کرنے کے باوجود وہ کسی کی شان میں سوئے ادب نہیں کرتے تھے اور نہ ان میں احترام میں کمی آنے دیتے تھے۔

ائمہ کرام اور سلف صالحین نماز باجماعت ہی کے قائل تھے۔

امام حنبلؒ کے نزدیک تو نماز تنہا ہوتی ہی نہیں کیونکہ ان کے نزدیک نماز باجماعت فرض عین ہے حضورؐ کا اپنا یہ عمل تھا کہ جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوتے تو نقاہت کے باوجود آپؐ مسجد میں ایسے عالم میں تشریف لاتے کہ آپؐ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے اور دو آدمی آپؐ کو سہارا دیے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نماز باجماعت کے لیے جتنے قدم آگے بڑھتے ہیں وہ سب کے سب نامۂ اعمال میں درج ہوتے ہیں۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ ایک قدم آگے بڑھنے سے ایک گناہ کم ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بڑھتا ہے۔

عبداللہ ابن مکتوم ایک نابینا صحابی تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضورؐ سے گذارش کی کہ مجھے مسجد میں حاضری سے معاف کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ جگہ شہر سے دور ہے اور مدینہ میں ایسے جانور ہیں جن سے ایذا پہنچنے کا خدشہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابن مکتومؓ نے پھر کہا۔ میں اکیلا نہیں آ سکتا — آپؐ نے رخصت دے دی مگر جب وہ جانے لگے تو بلا کر پوچھا کہ تمہیں اذان سنائی دیتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن مکتومؓ نے جواب دیا۔ "جی ہاں"۔

آپؐ نے فرمایا۔ "پھر تمہیں نماز باجماعت سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا"۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شریعت میں نماز باجماعت کی کیا اہمیت ہے؟

اسلام اپنے ماننے والوں میں جو سیرت پیدا کرنا چاہتا ہے وہ نماز کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ نماز اچھی صفتیں پیدا کرتی ہے اور بری صفتوں سے دور رکھتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔ "الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر" آج کل لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ صاحب قرآن یہ کہتا ہے۔ مگر ہم نے دیکھا ہے۔ نمازی بھی لوگوں سے فریب کرتے ہیں۔ اور وہ بھی طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں۔ اعتراض کرنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ اگر ایک حکیم یہ کہتا ہے کہ فلاں دوا میں یہ خاصیت ہے تو اس کے لیے کچھ چیزوں سے پرہیز ضروری ہے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

تحریک آزادی میں سندھی عوام کی خدمات

نصرت حسین ابڑو

برصغیر کے دیگر علاقوں کی طرح وادی مہران کی سرزمین تحریک پاکستان میں پیش پیش رہی سندھ کے جیالے جوانوں کو ہر منزل اور ہر امتحان میں جس طرح کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کے لیے پوری قوم کو ناز رہے گا۔

تاریخ سندھ کا محمد بن قاسم کی آمد کے وقت سے جائزہ لیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس حصہ میں اسلام کا مستقبل نہایت تاباں اور درخشاں رہا ہے۔ اور برصغیر میں سندھ کو "باب السلام" ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور سندھ کے عوام اسلام کی خاطر مختلف ادوار میں قربانیاں دیتے اور حریت پسندی کا مظاہرہ کرتے رہے۔

انگریزوں کی آمد کے زمانے کا ذکر ہے کہ جب انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے قدم جمائے تو سندھ کو بھی اپنی بدنیتی کی نظروں سے دیکھنے لگے انگریزوں نے کلہوڑوں کے زمانے میں اپنے کاروبار کا سلسلہ جاری کیا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے لگے۔ بعد ازاں انہوں نے تالپر حاکموں پر اپنا دباؤ رکھنا شروع کیا۔ آخر میں ۱۷ فروری ۱۸۴۳ء میں "میانی" کی جنگ ہوئی۔ جس میں سندھیوں نے اپنے بہادری کے کارنامے دکھائے لیکن انگریز غالب ہو گئے۔ شہداد انی میر بلوچ خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اس جنگ میں جن بڑے بڑے بہادر اور سپہ سالار شیر دل بلوچ شہید ہوئے ان میں سندھ کے ہوش محمد شیدی کا نام بھی مشہور ہے یہ جنگ ۱۸۴۳ء میں ختم ہوئی۔ لیکن سندھ کے جوانوں نے اپنے ملک اور قوم کی خاطر جان دینے میں کوئی دریغ نہیں کیا۔

اس کے بعد سندھ میں تحریک آزادی کی جدوجہد نے کئی روپ بدلے۔ انگریزوں کے ساتھ عدم تعاون جیسی تحریک چلی۔ انگریزی لباس، بود و باش اور انگریزی زبان کی مخالفت کی گئی۔ انگریزوں نے اس کے بدلے سندھ کے علم و ہنر کے پرانے مراکز تلف کر دیے۔ سندھ کے مسلمان عوام کی اقتصادیات پر ہندوؤں کا قبضہ کرا دیا۔ مسلمانوں کے مدارس بند کر دیے۔ لیکن سندھ کے مسلمانوں کے دل میں آزادی اور جہاد کا جذبہ کم نہ ہوا۔ اس آزادی کی تحریک میں سندھ کے بڑے بڑے لیڈر سر عبداللہ ہارون، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، غلام محمد بھرگڑی، جان محمد جونیجو، مولانا محمد صادق، مولانا دین محمد وفائی، حسن علی آفندی اور دیگر بے شمار حضرات نے نمایاں حصہ لیا۔

اور سندھ کے سادہ لوح عوام کی ہر منزل پر رہنمائی کرتے رہے۔ ان کی دی ہوئی قربانیوں سے سندھ کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ لیکن تاریخ سندھ کے اوراق پلٹنے سے جب ایک دانشور کی نظر ان صفحات پر پڑتی ہے۔ جن کو سنہری حروف میں لکھا گیا ہے جو کہ بڑی قربانیوں اور سرفروشی کی داستان ہے ایک باضمیر کے لیے حروں کی جدوجہد کی داستان ایمان روشن کرنے کی مشعل ہے۔ تاریخ آزادی اور انگریزوں کے خلاف بغاوت کا وہ باب ہے جس کی مثال ہندوستان کا اور کوئی صوبہ پیش نہیں کر سکتا۔

تاریخی نقطۂ نظر سے جب ہندوستان میں مغلیہ حکومت زوال پذیر ہوئی اور مسلمانوں کی طاقت کا شیرازہ ٹوٹ چکا تھا ان دنوں مہاراشٹر میں مرہٹے زوروں پر تھے اور پنجاب میں سکھوں نے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔ انیسویں صدی میں سکھوں نے سارا پنجاب فتح کیا۔ اور پشاور تک جا پہنچے پشاور کے بہادر قبائل اور افغانوں کی بہادری مشہور تھی لیکن وہ بھی مغلوب ہو گئے —— ایسی صورت حال کو دیکھ کر مجاہد اعظم شہید سید احمد بریلوی نے سکھوں کے خلاف جہاد کا علم کھڑا کیا اور اپنے رفیقوں کی ایک جماعت لے کر دہلی کی طرف سے پشاور روانہ ہوئے۔ اور پھر راجپوتانہ کی طرف سے سندھ میں داخل ہوئے اور سید احمد بریلوی نے پیر پگاڑو صاحب، صبغت اللہ بن حضرت محمد راشدؒ سے ملاقات کی اور اپنے سندھ میں تشریف لانے کی وضاحت کی۔ پیر صاحب خود حریت پسند تھے اس لیے انہوں نے سید احمد بریلویؒ سے مکمل اتفاق کرنے کا وعدہ کیا۔ اور سکھوں کے خلاف جہاد کرنے کا پختہ فیصلہ کیا۔

سارے سندھ میں تحریک چلائی گئی مسلمانوں کو جہاد کرنے کی ترغیب دی گئی اور ایک درزیوں کی جماعت کو بٹھایا گیا۔ جس نے مجاہدوں کے لیے جنگی لباس بنائے۔ اپنے مرید معتقد اور محبوں کی ایک جماعت سید احمد بریلویؒ کی قیادت میں دی گئی اور اس جماعت کا نام رکھا گیا "حر" جس کے معنی ہیں "آزاد"۔

سید احمد بریلوی جانثاروں کی یہ جماعت لے کر پنجاب پہنچے اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا اور ان کو کامیابی ہوئی۔ اب تک جہاد مکمل نہیں ہوا تھا کہ ۱۲۴۶ھ میں رمضان شریف کے مہینے میں پیر صاحب نے اس دنیا سے رحلت کی۔ سید احمد کی ہمت ٹوٹ گئی۔ لیکن وہ پھر بھی لڑتے رہے اور دشمنوں کو شکست فاش دیتے رہے۔ لیکن قسمت نے ان کا بھی ساتھ نہ دیا۔ اور ۱۲۴۶ھ میں غداروں کے ہاتھوں وہ بھی شہید ہو گئے۔ لیکن آزاد جماعت کی بنیاد پڑ چکی تھی اور "حر" جماعت منظر عام پر آ چکی تھی۔ اس کو عام طور پر پہلی حر تحریک کہتے ہیں۔

حروں کی پہلی تحریک آزادی کی جنگ تھی۔ سندھ سے حروں کی جماعت کے دستوں کا نکلنا اس وقت ہندوستان میں انگریزوں کی ابھرتی طاقت سے پوشیدہ نہ تھا۔ اس لیے جب تیرہ برس کے بعد انگریزوں نے سندھ پر غاصبانہ حملہ کیا تو پیر صاحب پگاڑو کے خاندان کو کڑی نظر سے دیکھا گیا۔ اس لیے پیر صاحب پگاڑو جناب حزب اللہ شاہ کے وقت میں پھر "حر" اور عام جماعتوں کا رخ انگریز کی طرف ہوا۔ اور انگریزوں کے خلاف نفرت کا جذبہ ۱۸۹۶ء میں دوسری "حر تحریک" کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس کے بعد پیر صاحب پگاڑو کی جماعت کے خلاف انگریز حکومت نے منظم طور پر کارروائیاں شروع کیں۔

حروں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے ہزاروں کی تعداد میں حر گرفتار کر کے جیلوں میں بھیج دیے گئے۔ اور مقدمات چلائے بغیر ان کو ناکردہ گناہوں کی سزائیں دی گئیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں پھانسی پر لٹکائے گئے۔ ان کی زرعی اراضیاں ضبط کر لی گئیں۔ بات بات پر جرمانے عائد کیے گئے حد یہ ہے کہ اگر جیلوں میں جگہ نہ رہی تو خاردار تاروں کی باڑھ بنا کر ان میں لاتعداد حروں کو پابند سلاسل کیا گیا۔ حروں کے دوسرے پیر صبغت اللہ شاہ دوم کے مسند نشین ہونے پر صورت حال اور سنگین ہو گئی اور انگریزوں نے ان کو گرفتار کر کے مقدمہ قائم کیا۔ انگریز سرکار نے ان کو آٹھ سال قید بامشقت کی سزا کا فیصلہ سنایا۔ اس سزا کے دوران پیر پگاڑو کو سندھ اور حروں سے دور رکھنے کے لیے برصغیر کی کئی جیلوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ رتنا گری جیل، پونا سنٹرل جیل اور دوسرے مقامات پر جہاں ان کی ملاقاتیں ہندوستان کے مسلمان، ہندو اور سکھ فرقوں کے ان نظربندوں سے ہوئیں جو آزادی کی جدوجہد کے مقدس گناہ میں محبوس تھے۔ ان ملاقاتوں کا یہ اثر ہوا کہ پیر صاحب پگاڑو انگریزوں کے اور بھی کٹر مخالف ہو گئے۔ اور پھر جب جنگ عظیم دوم کے آغاز سے تقریباً ایک سال قبل رہا ہوئے تو انہوں نے انگریزوں کے خلاف سندھ میں محاذ کھول دیا۔ انگریزوں نے اس جنگ کے دوران ایک دم سندھ کے بیس ہزار مربع میل کے علاقے میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر رات کو لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ ۳۰ ہزار مسلح

(باقی صفحہ

اخبار و افکار

یوسف عزیز صدیقی

لمبے بالوں والے گرفتار؟

پاکستان کے نوجوانوں میں غیر ملکی ہپیوں کی دیکھا دیکھی بے ہنگم لمبے بال رکھنے کا ایک ہمہ گیر رواج پڑ گیا ہے لیکن دنیا کے بعض غریب اور پسماندہ ملک ایسے بھی ہیں جو اس قسم کی غیر مہذب اور مخرب اخلاق تحریکوں کو قومی تہذیب و ثقافت کے منافی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ملادی کی خبر ہے کہ وہاں کی حکومت نے ہر اس شخص کی گرفتاری کا حکم دے دیا ہے جس کے بال غیر ضروری طور سے بڑھے ہوئے ہوں۔

قبل ازیں ملادی میں عورتوں کو منی سکرٹ اور نیکریں پہننے سے منع کر دیا گیا تھا۔

فی الحال صرف ریڈیو

معاصر روزنامہ امروز لاہور کی اشاعت ۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کی ایک خبر اس کے سٹاف رپورٹر کے حوالے سے شائع ہوئی ہے:۔

"صوبائی وزراء کی سرکاری گاڑیوں میں ریڈیو سیٹ نصب کرنے کا فیصلہ حکومت کے زیر غور ہے، ریکارڈ پلیئر اور دوسرے لوازمات مالی وجوہات کی بناء پر فراہم نہیں کیے جائیں گے، سرکاری ذرائع کے مطابق بعض صوبائی وزراء نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ ان کی کاروں میں ریڈیو سیٹ، ریکارڈ پلیئر اور دوسرے لوازمات فراہم کیے جائیں۔

اس سلسلہ میں صوبائی سکرٹری، ڈپٹی سکرٹری ویلفیئر نے صوبائی وزراء سے متعلق "عملہ" کو ایک مراسلہ میں اطلاع دی ہے کہ سرکاری گاڑیوں میں ریڈیو کی تنصیب کا فیصلہ محکمہ سروس جنرل ایڈمنسٹریشن و محکمہ اطلاعات کے زیر غور ہے۔ امید ہے کہ اس کا فیصلہ بہت جلد کر دیا جائے گا۔ تاہم ریکارڈ پلیئر اور دوسرے لوازمات مالی وجوہات کی بناء پر فراہم نہیں کیے جا سکیں گے۔"

مقام شکر ہے کہ حکومت صوبائی وزراء کے لیے کاروں میں ریڈیو سیٹ نصب کرنے پر اس لیے اکتفا کر رہی ہے کہ ریکارڈ پلیئروں کی تنصیب کی مالی وسائل اجازت نہیں دیتے۔ حکومت کی اس "کفایت شعاری" اور مالی وسائل کا صرف ریڈیو پر صرف ایک شاندار مثال ہے۔ قومی سرمائے کے ضیاع کا ایسا ہی احساس قوموں کو ملکوں کو بام اوج تک لے جانے کا باعث ہوا کرتا ہے۔

تھانیدار کار چوروں سے ملا ہوا تھا

امروز لاہور نے سٹاف رپورٹر کے حوالے سے خبر دی ہے:۔

"لاہور ۱۹ ستمبر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس صدیق سلیمان نے انٹی کار لفٹنگ سٹاف کے ایک سب انسپکٹر رانا اسمٰعیل کے خلاف محکمانہ تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ اور ایک مقامی ڈی، ایس، پی کو تحقیقاتی افسر مقرر کر دیا ہے جو چند دنوں کے اندر اپنی رپورٹ انہیں پیش کر دیں گے۔ یہ اقدام اس پولیس اہل کار کے خلاف یہ شکایات موصول ہونے کی بناء پر کیا گیا ہے کہ وہ کافی عرصہ سے کار چور گروہوں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں لائل پور کے چند افراد پر مشتمل ایک نمائندہ وفد نے بھی صدیق سلیمان سے ملاقات کی تھی۔"

آفاتِ سماوی سے تباہی مچ جائے گی

سیول ۔ ۲۵ ستمبر ۔ منجموں کی دوسری سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے دوران جو دس نکاتی پیش گوئیاں مرتب کی گئی ہیں ان کے مطابق ۱۹۷۷ء کے دوران دنیا بھر میں قدرتی آفات آئیں گی جن سے ایشیائی ملکوں کی فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مشرقی یورپ کے ملکوں میں سیلاب کی تباہی سے بھاری جانی نقصان ہو گا۔ اس پیش گوئی کے مطابق ۱۹۸۰ء تک دنیا کی چار تقسیم شدہ قومیں کوریا، جرمنی، چین اور ویت نام دوبارہ متحد ہو جائیں گی۔

یہ کانفرنس سیول میں دس ستمبر کو ختم ہو گئی اور اس میں پانچ ایشیائی ملکوں ہانگ کانگ، جاپان، ہندوستان اور کوریا کے ممتاز ستارہ شناسوں نے شرکت کی تھی۔"

اس خبر سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ اب مادی سہارے تلاش کرنے اور ان پر تکیہ کرنے والی قومیں بھی "آفاتِ سماوی" سے خائف ہونے لگی ہیں۔

یہ قومیں پہلے تو "سماء" (آسمان) کے وجود ہی سے منکر تھیں کہ آسمان تو صرف حدِ نگاہ پر موجود ایک نیلاہٹ ہے۔ اور آج آسمان پر یقین پیدا ہوا ہے تو سماوی آفات بھی نظر آنے لگی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ سماوی آفات آخر کس کے حکم سے آتی ہیں۔

وہ صرف خالق کائنات اللہ تعالےٰ کے حکم سے، اور مخلوقات کو اپنی قدرتِ کاملہ کے کرشمے اور لوگوں کو ان کی نافرمانیوں، حکم عدولیوں کا مزہ چکھانے کے لیے۔

آفاتِ سماوی درحقیقت شکل ہے انسانوں کے اپنے اعمال و کردار کی!

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اسی لیے فرمایا ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ۝

کہ دنیا میں تمہیں جو بھی آفت و مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہاری اپنی ہی کمائی اور تمہارے اپنے ہی افعال و اشغال ہوتے ہیں۔

اسلام نے "آفاتِ سماوی" کی سب سے پہلے نشاندہی کی ہے۔

اسلام نے قیامت کا تصور پیش کیا۔ لیکن دنیا کے نجومیوں اور ستارہ شناسوں کا یہ کہنا کہ وہ فلاں سال اور فلاں مہینہ میں آئے گی اس کا انہیں کوئی علم نہیں یہ صرف اٹکل پچو کی باتیں ہیں اس سلسلہ کا صحیح علم اور حقیقی معلومات صرف اللہ احکم الحاکمین کو ہے۔

بقیہ: تحریکِ آزادی میں...

گورا فوج ٹینک اور اسلحہ کے ساتھ سندھ میں تعینات کی گئی مگر حروں نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ انگریزوں نے حروں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ اکثر علاقوں میں شام صبح اگر کسی کو کوئی حر نظر آئے تو گولی مارنا ایک عام بات تھی سنگ و آہن کی بارش میں آگ اور خون کا یہ کھیل کئی برس تک جاری رہا۔ اس دوران پیر صاحب پگاڑو کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے دو کمسن صاحبزادوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ حروں سے جیلیں بھرتی رہیں تمام رات ان کو پھانسیاں دی جانے لگیں۔ خفیہ طور پر پیر صاحب پگاڑو پر مقدمہ چلایا گیا اور نامعلوم مقام پر لے جا کر ان کو قید کر دیا گیا۔

انگریزوں کے مظالم حروں پر اس وقت تک جاری رہے جب تک انگریز اس ملک سے چلے ✲

✲ نہ گئے۔ لیکن سندھ کے مجاہدوں اور حروں کی قربانیوں کا اجر ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کو نصیب ہوا۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ایمان بالغیب

جناب منیر احمد قادری

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

سورہ ہود پارہ ۱۲ میں یوں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیے فرشتے بشارت لے کر آئے اور سلام کہا — حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواب میں سلام کہا اور فرشتوں کی ضیافت کے لیے فوراً ایک بھُنا ہوا بچھڑا لے آئے - پھر جب انہوں نے دیکھا کہ فرشتوں کے ہاتھ طعام کی طرف نہیں جاتے تو ان کو کھانے کی دعوت دی اور اجنبی جانتے ہوئے دل ہی دل میں خائف ہونے لگے - فرشتوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہمیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بیوی کھڑی تھیں ہنس پڑیں جب ان کو خوشخبری دی گئی کہ رب کریم ان کو صاحبزادہ عطا کرنے والے ہیں جس کا نام اسحٰق ہو گا اور اس کا ایک بیٹا یعقوب نامی ہو گا - حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تعجب سے کہنے لگیں - اے ہے ! کیا میری اولاد ہو گی حالانکہ میں تو بڑھیا ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے - فرشتوں نے کہا کہ کیا تم اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہو - اے اہل بیت ! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں - بلاشبہ وہ سزاوارِ حمد اور بڑی ہی بزرگی والا ہے - جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت بھی مل گئی اور آپ کا خوف بھی جاتا رہا - تو آپ کو اللہ کے رازوں پر یقین ہو گیا -

حضرت یوسف علیہ السّلام

سورۃ یوسف پارہ ۱۲، ۱۳ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا بہترین قصہ بیان کیا گیا ہے - آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں - کتنا اچھا اور مبارک خواب ہے - اس کا ابھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا کہ آپ پر مصائب اور آلام کے وہ پہاڑ ٹوٹ پڑے جن کا تصوّر حضرت یوسف علیہ السلام کے وہم و گمان میں نہیں تھا - بھائیوں کا آپ کی ہلاکت کا منصوبہ بنانا - اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو فریب دے کر سیر و تفریح اور شکار کے بہانے حضرت یوسف علیہ السلام کو دور لے جانا اور وہاں جا کر اسے مارنا پیٹنا اور زد و کوب کرنا، ویران اور اندھیرے کنویں میں اُسے ڈالنا، پھر قافلے والوں کے پاس اُسے چند درہموں کے عوض فروخت کرنا، پھر آپ کا مصر کے بازار میں سرِعام فروخت ہونا، عزیزِ مصر کا خریدنا اور ان کے پاس آپ کا جوان ہونا اور عزیزِ مصر کی بیوی (زلیخا)، کا آپ پر فریفتہ ہونا اور بداخلاقی کی تہمت لگانا اور آپ کا قید میں جانا وغیرہ وغیرہ۔

کیا یہی خواب کی تعبیر تھی ؟ نہیں ہرگز نہیں - حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر زادے تھے، خود پیغمبر تھے معصوم تھے اور بے قصور تھے وہ بخوبی سمجھتے تھے کہ یہ مصیبتیں اور آزمائشیں رب تعالےٰ کی طرف سے غیب سے آ رہی ہیں اور انہیں قوی توقع تھی کہ جس نے یہ رنج و غم دیا ہے بدلا خوشی بھی دے گا وہی خدا - آپ اللہ کی پناہ طلب کرتے رہے اور آپ نے ہر آزمائش اور مصیبت کا ہمت اور استقامت سے مقابلہ کیا - بالآخر آپ مصر کے بادشاہ بنے - بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے سرِ تسلیم خم کیا - خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور آپ کامیاب ہوئے - اگر آپ کو غیب کے رازوں پر یقین نہ ہوتا تو آپ کے متزلزل ہونے کا اندیشہ تھا - لیکن ایسا نہیں ہوا -

حضرت سلیمان علیہ السّلام

سورۃ النمل پارہ ۱۹ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کے واقعات دیکھیے - آپ کی افواج انسانوں، جنوں اور پرندوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی - آپ نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کہ یہاں ہُدہُد پرندہ کو میں نہیں دیکھ رہا یا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے - اور اگر ایسا ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا - یا وہ میرے سامنے کوئی معقول دلیل پیش کرے - وہ پرندہ تھوڑی دیر باہر رہا پھر آ کر کہا کہ میں وہ خبر لایا ہوں، جو آپ کو معلوم نہیں - میں شہرِ سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں - میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا جو ان کی ملکہ ہے اور اسے ہر چیز میسّر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا تخت حکومت ہے - میں نے اسے اور اس کی قوم کو خدا کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے پایا ہے اور شیطان نے ان کے یہ اعمال ان کی نظروں میں خوشنما کر دکھائے ہیں سو اس نے ان کو سیدھی راہ سے روک رکھا ہے - پس وہ ہدایت نہیں پاتے حتیٰ کہ وہ اس معبودِ حق کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور تمہارے ڈھکے چھپے اور علانیہ کاموں کو جانتا ہے - ہُدہُد پرندہ کی یہ خبر صحیح ثابت ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کو راہ راست پر آنے کی دعوت دی - ہُدہُد پرندہ کی خبر لانے سے پہلے یہ واقع حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوشیدہ تھا -

حضرت موسیٰ اور خضر علیہم السلام کا عجیب و غریب واقعہ

سورۃ الکہف پارہ ۱۵-۱۶ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر ہے - حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو رب تعالےٰ نے اپنے خاص علم سے نوازا ہوا تھا اور اس علم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ناواقف تھے - حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کی تلاش میں نکلے اور جب حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیں تاکہ میں اس علم سے کچھ سیکھ لوں جس سے آپ بہرہ مند ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا - کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے اور اور جس چیز کا آپ کو علم ہی نہیں اس پر آپ صبر بھی کیونکر کر سکتے ہیں - موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے - اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا - تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا - بہتر - اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو پھر ہم سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کرنا جب تک میں خود اس کا تذکرہ آپ سے نہ کروں - سو دونوں چل پڑے - یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر ڈالا - کشتی میں پانی آنے لگا - حضرت موسیٰ علیہ السلام خوف زدہ ہو کر فوراً بول اٹھے کہ آپ نے اس کشتی میں اس لیے سوراخ کیا ہے کہ اس میں سفر کرنے والے ڈوب جائیں - آپ نے کیا ہی عجیب کام کیا ہے - حضرت خضر علیہ السلام نے کہا - میں نے نہیں بتلایا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے - تو موسیٰ کلیم نے کہا مجھ سے جو بھول ہو گئی ہے اس پر آپ مجھ سے مواخذہ نہ کریں اور نہ آپ میرے معاملے میں زیادہ سختی سے کام لیں - پھر دونوں روانہ ہوئے - یہاں تک کہ ایک لڑکا ملا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر ڈالا - حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر خاموش

نہ رہ سکے اور کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ کو بغیر کسی قصور کے قتل کر ڈالا ہے گویا کہ آپ نے بہت بُرا کام کیا ہے۔ جواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تجھے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میں نے اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ بے شک مجھے اپنی رفاقت میں نہ رہنے دیں۔ آپ میری طرف سے عذر کی انتہا تک پہنچ چکے ہیں۔ پھر وہاں سے دونوں روانہ ہوئے۔ جب آپ کا ایک گاؤں سے گزر ہوا تو باہر چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے تو کہا کہ ہم مسافر ہیں اور مارے بھوک کے پریشان ہیں ہمیں کھانا دیجئے۔ انہوں نے کھانا کھلانے سے صاف انکار کر دیا۔ دونوں آگے چل دیئے تاکہ کسی اور جگہ جا کر کھانے کا انتظام کریں۔ پھر ان دونوں نے وہاں ایک بوسیدہ دیوار دیکھی جو گرنے ہی والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام اس دیوار کو بنانے لگے اور اسے بنا دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سخت غصہ آیا۔ اور کہا ایک تو سفر کی تھکان دوسرے بھوک کی شدت، تیسرے گاؤں والوں کی بے سلوکی اور آپ ہیں کہ دیوار بنا رہے ہیں کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ گاؤں والوں سے ہم کہتے کہ بھائی! تمہارے مکان کی دیوار گر رہی ہے ہمیں مزدوری دو ہم اس کی مرمت کر دیتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ! تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ کبھی سوال نہیں کروں گا مگر تم نے پھر وہی قابل اعتراض رویہ اختیار کیا۔ اس لیے میرے اور تمہارے درمیان اب سے جدائی ہے مگر تمہیں علیحدہ کرنے سے پیشتر ان ہر تین باتوں کا راز ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

سنو! کشتی جس پر ہم سوار تھے وہ چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں مزدوری کرتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنا دوں کیونکہ ان کے پیچھے بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو غصب کر رہا تھا اور وہ لڑکا جس کو میں نے مار ڈالا تھا اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں سرکشی اور کفر میں یہ ان پر غالب نہ آ جائے سو ہم نے چاہا کہ ان کا رب ان کو اس کی جگہ اور عطا کرے جو پاک نفسی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔ وہ بوسیدہ دیوار جس کو میں نے درست کیا وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ اس دیوار کے نیچے ان دو یتیم بچوں کا خزانہ دبا ہوا تھا اور ان کا والد ایک نیک آدمی تھا جو فوت ہو چکا تھا۔ خدائے عزّ و جل کو یہ منظور تھا کہ جب تک بچے بالغ نہ ہو جائیں اس خزانے کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ لہٰذا اس دیوار کی مرمت کرنا میری اپنی مرضی سے نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ ملاقات سے قبل حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کا وجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوشیدہ تھا اور واقعات کے حقائق بیان کرنے سے پیشتر یہ باتیں صیغۂ راز سے تعلق رکھتی تھیں لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے علم پید اور غیب کی باتوں پر یقین کیا۔

تنقید و تعارف

تبصرہ کے لیے مطبوعات کی دو جلدیں ارسال کرنا ضروری ہیں!!!

ماہنامہ "الولی" حیدر آباد

ناشر: شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ
مدیر: مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی

فی شمارہ: ایک روپیہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ کے زیر اہتمام ماہنامہ "الرحیم" شائع ہو رہا تھا جو ارباب اختیار کی سیاسی مصلحتوں کی نذر ہو گیا اور اس کی اشاعت ختم ہو گئی۔ اب اس کی جگہ "الولی" کا اجرا ہوا ہے۔

"الرحیم" کے اجراء پر اعلان کیا گیا تھا کہ علاقہ سندھ میں حضرت شاہ عبدالرحیم سجاولی رحمۃ اللہ علیہ نے فکرِ ولی اللّٰہی کی ترویج و اشاعت کے لیے مثالی خدمات انجام دی ہیں اور ان کی وفات کے بعد مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے چار سو مربعہ زمین فکر شاہ ولی اللّٰہی کی تبلیغ و اشاعت کے لیے وقف کی۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی درحقیقت اسی وقف کی مرہونِ منت ہے۔

لیکن یہ پہلو افسوسناک ہے کہ اتنے وسیع وقف کی آمدن سے کوئی قابل فخر کارنامہ انجام نہیں دیا گیا ہے۔ اور اس بات کا بھی شبہ ہے کہ کہیں نولود رسالہ "الولی" کا بھی "الرحیم" جیسا حشر نہ ہو کہ چند برس بعد حیدر آباد سے شائع ہونے والے اس اردو زبان کے رسالے کی اشاعت بھی بند کر دی جائے۔ کیونکہ جب چار سو مربعہ زمین وقف کرنے والے محسن کی احسان فراموشی کی جا سکتی ہے تو صرف فکری نظریاتی وابستگی کا احسان کب تک یاد رکھا جا سکتا ہے؟

بہرنوع زیرِ تبصرہ رسالہ الولی میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقتصادی پروگرام پر نہایت بلیغ اور معلوماتی مضامین شائع ہوتے ہیں۔

مجلّہ "الولی" کے اداریے میں علماءِ سندھ خصوصاً مولانا تاج محمود امروٹیؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا محمد صادق کراچی، مولانا پیر رشد اللہ جھنڈے والے، مولانا دین محمد وفائی اور تحریک آزادی میں حصہ لینے والے دوسرے زعماءِ سندھ کی بلند پایہ خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر کی لادین اور ملحدانہ اقتصادی تحریکات اسلام کی بالادستی اور عظمت کو گھٹانے کے لیے ہیں۔ حالانکہ ان سے کہیں بلند و بالا نظام اسلام نے پیش کیا ہے اور سرزمین ہند میں حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسے دورِ حاضر کی ضروریات اور تقاضوں کی روشنی میں پیش کیا ہے۔

فکر و فلسفۂ ولی اللّٰہی سے آگاہی پانے والے حضرات کے لیے "الولی" کا مطالعہ معلومات افزا اور فکر انگیز ہے۔

تحفۂ درود و سلام

تصنیف: مولانا قاری عبدالحفیظ خاں خٹک
خطیب جامع مسجد نور سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

قیمت: تین روپے

اس کتاب کی ابتدا حمد باری تعالےٰ سے کی گئی ہے اور بعد میں درود کے فضائل اور نعتیہ کلام درج ہے۔

درود مبارک کے فضائل بیان کرتے ہوئے پہلے قرآن مجید سے استدلال ہے۔ نوع ثانی میں حدیث مبارک سے، درود پڑھنے کے ثواب درج ہیں۔ مصنف نے درود و سلام کے فضائل کے لیے آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور اقوال سلف کی جو عبارتیں درج کی ہیں ان کے حوالہ جات بھی نقل کیے جاتے تو ثقہ اور معتبر روایات اور اسانید کا علم ہو سکتا تھا۔

بہرنوع مصنف کی محنت قابل قدر ہے۔

تحفۂ اسم اعظم

تصنیف: مولانا قاری عبدالحفیظ خاں صاحب
خطیب جامع مسجد نور سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

قیمت: دو روپے

مصنف نے اسم اعظم کی فضیلت میں ۳۲ قول نقل کیے ہیں اور آخر میں جامع دعا ہے۔

اسم اعظم کے معنی، اسم اعظم کی فضیلت، اسم اعظم کے خواص وغیرہ عنوانات کے تحت کافی معلومات جمع کی ہیں۔ لیکن ائمہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کے ساتھ حوالہ جات نقل نہیں کیے ہیں مصنف کو طبع ثانی میں اس کا پورا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ معلومات کی سند معلوم ہو سکے۔

سفرنامہ

حکیم عبدالسلام ہزاروی

کنوینر:- پاکستان طبی لیبارٹری

فاتح سومنات محمود غزنوی کے وطن میں

جہاں انبیاء کرام • صحابۂ کرام • محدثین • اولیاء، وعلماء، صوفیاء اور حکماء کے مدفن ہیں

ایک مدت سے آرزو تھی کہ اس دیس کو آنکھوں سے دیکھ لیا جائے جس کے پہلو میں فاتح سومنات کا مدفن اور عظیم المرتبت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش تربت ہے جہاں احمد شاہ ابدالی کی جرأت وشجاعت، بابر کی عظمت و رفعت اور تیمور کے جلال و تمکنت کے سوتے پھوٹتے ہیں جس کے پہلو میں حریت و آزادی کے متوالوں کو پناہ ملتی ہے وہ سرزمین جس نے اپنی کم مائیگی اور حالات کی ناساعدت کے باوجود فرنگی کی عظیم طاقت کے خلاف آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو پناہ دی۔ جہاں مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کار نے اطمینان کا سانس لیا اور آزاد ہندوستان کی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اور جہاں ریشمی رومال کی تاریخی تحریک نے نشوونما حاصل کی۔ وہ دلربا وطن جہاں ترکی جمال پاشا السی بین الاقوامی شخصیت کو سیاسی سرگرمیاں جاری رکھنے کا پروانہ ملا اور جس سرزمین نے سبھاش چندر بوس کو اپنی راہوں سے گذار کر برلن پہنچایا۔ یہ تھا وہ پس منظر جس کی بنا پر جنگ آزادی کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت آتش شوق فروزاں ہوتی رہی مگر گردش لیل و نہار نے تاریخ کی عظمتوں سے تابندہ تر اس وطن کو دیکھنے کا موقع نہ دیا، مگر چنگاری بدستور سلگتی رہی اور آخر قدرت نے یہ نادر موقع فراہم کر دیا کہ کابل و غزنی کی حسین و دلفریب اور مشکبار فضاؤں میں چند روز گھوم پھر سکوں اور عہد ماضی کے اوراق پلٹ کر تاریخ ساز شخصیتوں کے ذکر سے اپنے سینے میں مچلتی ہوئی تمناؤں کا مداوا کر سکوں۔ ع

وادیٔ عشق دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے

یہ جولائی کی دو تاریخ اور اتوار کا روز تھا جب میں اپنے ایک ساتھی حاجی محمد زمان کی معیت میں ہری پور سے روانہ ہوا پشاور پہنچنے کے بعد کاغذات کی تکمیل ہوئی اور ہم درۂ خیبر میں داخل ہو گئے۔ طویل پہاڑی سلسلوں اور پر پیچ راہوں سے گذرتے ہوئے علی مسجد کے قریب جا پہنچے جس کے متعلق مولانا ظفر علی خاں نے ۱۹۲۷ء میں ایک جلسہ میں کہا تھا۔ ع

پاس خیبر بھی ہے اور اس میں علی مسجد بھی
دور کیوں جاتے ہو حرمت یہیں بات کرو

لنڈی کوتل سے گذرتے ہوئے طورخم پہنچے اور پھر طورخم سے ڈکہ، دونوں جگہوں پر کاغذات کی جانچ پڑتال ہوئی اور ہم اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو گئے غروب آفتاب تک ہری بھری زمینوں اور حسین و خوشنما باغات سے سجے ہوئے علاقے کو دیکھتے اور بڑھتے چلے گئے، مالٹوں، سنگتروں اور بوقلموں و متنوع پھلوں کی بہتات سیر و سفر کی لذتوں میں اضافہ کر رہی تھی۔ ڈکہ سے جلال آباد تک آئینہ کی مانند صاف و شفاف اور پختہ و پائیدار سڑک وادی کے حسن کو دوبالا کر رہی تھی، ہم نے دشت و چمن کی اس دل کشا بہار میں اپنا سفر جاری رکھا اور کوئی بھی دشواری ہمارے سفر میں مزاحم نہ ہوئی اور ہم کابل کے دلفریب شہر میں داخل ہو گئے۔ رات کے بارہ بج چکے تھے، ہم نے جمیل ہوٹل میں قیام کیا، مگر یہ ہوٹل اپنی تزئین و آرائش کے باوجود میرے لیے طمانیت قلب کا باعث نہ بن سکا، چنانچہ دوسرے ہی روز اپنے ایک رفیق جناب نور احمد اعتمادی جو وہاں کے مشہور ٹرانسپورٹر بھی ہیں کے اصرار پر ہم نے ہوٹل کو خیرباد کہہ دیا اور ان کی خواہش کے مطابق جلال آباد روڈ کے کنارے گلرگ کے پاس منتقل ہو گئے یہیں سے ہم نے مختلف تاریخی مقامات کی زیارت کا پروگرام بنایا۔

بزرگانِ دین

مستند ذرائع سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ افغانستان میں بعض انبیاء علیہم السلام کے مزار بھی ہیں جن میں سے حضرت دانیال اور صالح علیہم السلام کے مقابر خصوصی طور پر زبان زدِ عام و خاص ہیں صحابہ میں سے ابوزاعہ عدوی تمیمی اور حضرت جابر بن عبد الانصاری اور دیگر اصحاب علم میں سے امام فخرالدین رازی مصنف تفسیر کبیر، ملا حسین واعظ کاشفی صاحب تفسیر حسینی، معارج النبوۃ کے مصنف ملا معین اور عبدالغفور کے مصنف مولوی عبدالغفور کے مزارات مرجع خلائق بنے رہتے ہیں۔ غزنی میں محمود غزنوی، حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شمس تبریز، داتا گنج بخش کے والد حضرت عثمان ہجویری، قندھار میں احمد شاہ ابدالی۔ بلخ میں بی بی رابعہ، حضرت شفیق بلخی اور حضرت پارسا محو خواب ہیں، مزار شریف میں بعض روایات کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار فیض آثار بھی موجود ہے۔

زیارت مزارات

۴ جولائی کو صبح کی چائے سے فارغ ہونے کے بعد ہم جانب غزنی عازم سفر ہوئے۔ پرکیف راستہ، کوہ و کمر کی فکر انگیز وسعتیں اور غزنی کی تاریخی عظمتیں، ذہنی سکون و بالیدگی کا باعث بن رہی تھیں اسی نشہ سے سرشار ہم بارہ بجے کے قریب محمود غزنوی کے مزار پر پہنچے۔ مزار اقدس پر نگاہ کیا پڑی ایک سرور آور کیفیت طاری ہو گئی اور چشم تصور میں تاریخ کے وہ اوراق سامنے آ گئے جو محمود بت شکن کے ساتھ وابستہ ہیں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی جو تھمنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ میں نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھائے اور یوں گویا ہوا کہ اے اللہ! تو نے اس شخص کو یہاں سے اٹھایا اور اسے برعظیم ایشیا میں مسلمانوں کی سطوت و شوکت کا باعث بنایا اور اسے بت شکنی کی پیمبرانہ سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دی۔ آج بھی امت مسلمہ ایسے عظیم انسان کے لیے چشم براہ بیٹھی ہے جو باطل کے اصنام کو پاش پاش کر دے اور ہدایت آسمانی کا وہ پھریرا لہرائے کہ تمام شیطانی قوتیں اس کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔

ع کانٹوں کی زبان سوکھ گئی پیاس کے مارے
کوئی آبلہ پا وادیٔ پرخار میں آوے

مزار غزنوی سے ہم سیدھے حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پر پہنچے جن کی شخصیت علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں جن کے اشعار پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عظیم بزرگ نے تضمین کی ہے۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد ہم شمس تبریز کے مزار پر پہنچے شمس تبریز اور مولانا روم کے تعلقات کا اندازہ اس شعر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ع

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

بلخ کی شاہراہ پر

غزنی سے ہم نے کچھ سامان خورد و نوش اپنے ساتھ لیا اور کابل کی جانب جانے والی راہ پر ایک چشمے کے کنارے کھانا کھایا۔ نماز ظہر ادا کی اور تھوڑی سی دیر ستانے کے بعد کابل کی طرف روانہ ہو گئے۔ رات کابل میں گذاری اور دوسرے روز بلخ کا پروگرام بنایا۔ بلخ کابل سے تقریباً ۵۰۰ کیلومیٹر کے فاصلے پر روس کی حد کے قریب واقع ہے کابل سے بلخ تک کا درمیانی علاقہ گوناں گوں خوبیوں کی بنا پر اپنی مثال آپ ہے۔ خوبصورت درختوں کے جھرمٹ اور ان کے سایہ میں ٹھنڈے پانی، برفیلے پہاڑوں کا لمبا سلسلہ اور ان کے درمیان نہایت ہی نفیس اور عمدہ سڑک دل و نگاہ کو فرحت و انبساط کی لازوال دولت سے مالا مال کرتی ہے۔ یہ سڑک برفانی پہاڑوں میں ہونے کے باوجود محفوظ رہتی ہے اور سلسلہ مواصلات کو متاثر نہیں کرتی۔ ہم اسی کیف زا اور بہار آگیں راستے سے گذرتے جا رہے تھے کہ دوشاخ کے مقام پر وادیٔ خنجان میں رک گئے۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ گرم پانی سے وضو کیا اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ فراغت کے بعد ہم اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔ رات ہم نے پل خمری میں قیام کیا اور صبح کے ناشتہ کے بعد ہم نے راستہ لیا اور گیارہ بجے دن

کے قریب بلخ پہنچے، حضرت رابعہ بلخی و حضرت شقیق بلخی کے مزارات پر حاضری دی اور مختصر سے قیام کے بعد ہم مزار شریف جا پہنچے جہاں کے اصحاب علم اور تاریخ سے آگاہ لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ اس مقام پر حضرت علیؓ کا مرقد ہے یہ ماننے میں تردد رہا۔ تاہم جید علماء کے مستند دلائل دعوت فکر دے رہے تھے۔ مزار شریف میں رات گذارنے کے بعد ہم اگلی صبح کابل واپس ہوئے راستے میں دوشاخ کے ایک معزز فرد حاجی عبدالواحد کے اصرار پر ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا اور کابل پہنچے جہاں پر دو روز تک قیام کیا۔ تمام تاریخی مقامات دیکھے اور وہاں کی اہم شخصیت ملا شور بازار سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑی مروت اور محبت کا ثبوت دیا۔ کئی اہل علم سے ملاقات ہوئی اور مشہور شاعر سرشار کے کلام سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔

کابل کی اقتصادی و سیاسی حالت

کابل کے متعلق میرا تاثر یہ تھا کہ وہ اپنی تمام تر تاریخی تابندگی کے باوجود غیر ترقی یافتہ، غیر منظم اور اقتصادی و سیاسی اعتبار سے روس و امریکہ کا دست نگر ہے مگر وہاں کا مسحور کن مواصلاتی نظام جو تورخم سے کابل اور کابل سے ہرات و بلخ تک پھیلا ہوا ہے کو دیکھ کر میرا یہ اندیشہ کافور ہو گیا۔ بلکہ یہ خیال تقویت پا تا گیا کہ ہمارے ملک کے انجینیروں کو ایک عرصہ تک کابل میں رہ کر کابل ایسی دیانت دارانہ تعمیر اور کم خرچ و بالانشین کے مصداق تعمیر شدہ ڈیمز کا بچشم سر مطالعہ کر کے اسی نقشہ کے مطابق کام کرنے پر آمادہ کرنا چاہیئے کابل کے باخبر اور دانشور طبقے اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ کابل واقعی ترقی کی راہ پہ گامزن ہے اور اربوں روپے جو روس نے یہاں کے زرعی، صنعتی اور مواصلاتی امور پر خرچ کئے ہیں ان کی ایک ایک پائی سفیدہ کی لکڑیوں (جو ماچس بنانے میں استعمال ہوتی ہیں) اور قراقلی کی قیمت کی شکل میں ادا کر دی گئی ہے اور اسی طرح امریکی قرضہ کا بار بھی چکایا جا چکا ہے۔ کالجوں میں ٹیکنیکل و پیشہ ورانہ پوسٹوں پر زیادہ تر فرانسیسی، جرمن اور کچھ دوسرے غیر ملکی اساتذہ ضرور کام کرتے ہیں لیکن ملک کے داخلی امور میں کوئی بھی مداخلت کی جسارت نہیں کر سکتا۔

ظاہر شاہ والی کابل کو قریب سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تاہم وہاں کے عوام سے تبادلہ خیال کے بعد یہ تاثر پختہ ہو گیا ہے کہ وہ اس عام روایت سے مستثنیٰ ہیں۔ جو دیگر ممالک میں اپنے حکمرانوں کے متعلق تنفر کی صورت میں موجود ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ ظاہر شاہ والیٔ کابل کی ملک کو خود کفیل بنانے کے سلسلہ میں کوششوں کو سراہتے ہیں اور آبپاشی، بجلی اور زرعی انقلاب کی رفتار کو دیکھ کر یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ لیل و نہار مستقبل قریب میں کابل کو ایک عظیم ترقی یافتہ ریاست میں بدل دیں گے۔

مذہبی حالت

عوام کی اکثریت اپنے دین سے والہانہ محبت رکھتی ہے۔ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں مجھے اس سفر کے دوران میں متعدد مساجد میں نماز ادا کرنے کا موقع ملا ہے۔ پُل خشتی کی جامع مسجد تو اپنی خوبصورتی، حسن و جمال، تزئین و آرائش اور محل وقوع کے اعتبار سے نمایاں مقام رکھتی ہے۔ کابل شہر میں مغربی تہذیب اپنی جولانیاں ضرور دکھاتی ہے یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں عریانی، برہنگی اور بے پردگی کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر اس کا تعلق جدید دولت مند طبقہ اور مغربی تعلیم سے آراستہ پیراستہ لوگوں سے ہے عام لوگوں اور دینی ذہن کے حامل لوگوں پر اس بے ماہر و تہذیب کا اثر کم ہے بلکہ ان کے دل و دماغ میں اسلامی روایات اور اخلاقی اقدار کا تقدس پایا جاتا ہے۔

ایک مشورہ

افغانستان کے لوگوں میں چند روز گذارنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ پاکستانی عوام سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور ذہنی طور پر پاکستان کی طرف راغب ہیں اگر ہمارے حکمران افغانستان سے تجارتی روابط بڑھانے میں آسانیاں پیدا کریں تو یقیناً افغانستان کی مارکیٹ پر پاکستان پوری طرح حاوی ہو سکتا ہے پاکستان کے باشعور طبقہ پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ عوام کے ذہنی رُخ کو افغانستان کی طرف موڑیں اور انہیں یورپ کی غیر سودمند سیاحت ترک کرنے پر آمادہ کریں۔ تاکہ پاکستانی باشندے اپنے پڑوس میں مدفون بزرگوں کے علمی فیوضات سے متمتع ہوں اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ غزنی، قندھار اور کابل کے دور افتادہ علاقوں سے فاتح کن عزائم سے لیس ہو کر اٹھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں برصغیر پر چھا گئے۔ اور تقریباً ہزار سال تک اسلامی شوکت کا غلغلہ بلند کئے رکھا۔

بقیہ :- قیدیوں پر مظالم

جاننے کے لیے جستجو کرتا رہا۔ ایک تیرہ چودہ سالہ لڑکی پر نظر پڑی تو اس کی جو حالت دیکھی وہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس رات کے بعد ان لڑکیوں کو نہ جانے جیل حکام کہاں لے گئے۔ آج تحصیل شکر گڑھ کے متعدد باشندوں نے مطالبہ کیا کہ بھارتی حکام نے جن نوجوان لڑکیوں کو واپس نہیں بھیجا۔ ان کی واپسی کے لیے حکومت پاکستان کو فوری اقدام کرنا چاہیے۔

موضع بھابڑہ کے ایک شخص بشیر احمد نے اعجاز کے بیان کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ چند روز بعد مجھے اور میرے چند ساتھیوں کو کپور تھلہ جیل میں منتقل کر دیا گیا تھا تو وہاں ہماری شکایت پر انسپکٹر جنرل پولیس نے جیل کے ایک اسسٹنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دیدار سنگھ کو اس واقعہ کی تحقیقات کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس پر دیدار سنگھ نے تحقیقات کے دوران بعض افراد سے پوچھ گچھ کی تھی۔ آئی جی نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ یہ رپورٹ بھی دی جائے کہ ان لڑکیوں اور عورتوں کو گورداسپور جیل سے کہاں منتقل کیا گیا ہے حکومت کو اس تحقیقاتی رپورٹ کا پتہ کرنا چاہیے۔

موضع منگل کے ایک شخص محمد بوٹا نے بتایا کہ ہم جنگ کے بعد پاکستان کے حالات سے بے خبر تھے۔ ہمیں اخبارات اور دوسری کتابیں مہیا کی جاتی تھیں مگر ان میں پاکستان کے خلاف بہت بڑا مواد ہوتا تھا جس کو دل تسلیم نہیں کرتا تھا۔ علاوہ ازیں ریڈیو کا ہے بگاہے خبریں بھی سن لیا کرتے تھے۔ موضع بھابڑہ کے ایک شخص تاج دین نے بتایا کہ ہندوستان میں جیل کے ملازمین پاکستانی فوج کے کارناموں کی تعریف کرتے اور کہتے کہ اگر پاکستانی فوج ہتھیار نہ ڈالتی تو شکست کھانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اس نے بتایا کہ دشمن کی زبان سے پاک فوج کی تعریف سن کر میں رونے لگا۔ دل میں سوچا کہ پاکستان کو کیا ہو گیا تھا۔

نماز پڑھو، ورنہ....

پسرور ۲۲ر اگست۔ گذشتہ روز یہاں سے چند میل کے فاصلے پر ایک گاؤں چرڑ میں ایک اجتماع میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اس کو پانچ جوتے اور پچاس روپے جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس فیصلے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب موضع چرڑ میں کوئی بے نماز نہیں رہا۔ (روزنامہ امروز)

مولانا شبیر زمان کا انتقال پُرملال

علمی حلقوں میں یہ خبر نہایت ہی افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ مولانا شبیر زمان صاحب بغوی جن کا سوانحی خاکہ ۸ر ستمبر ۱۹۷۲ء کے خدام الدین میں شائع ہوا ۱۵ر ستمبر کو صبح کی نماز پڑھ کر مصلّی ہی پر اوراد و وظائف میں مصروف تھے کہ دل کی تکلیف ہوئی اور چارپائی پر ڈالتے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔ علم و فضل اور تقویٰ کی موت ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(پروفیسر قاری فیوض الرحمن، ایبٹ آباد)

پنڈی گھیپ میں نماز جمعہ

جامع مسجد مائی مصاحب بالو پنڈی گھیپ میں مورخہ ۱۳ر اکتوبر کو نماز جمعہ، جمعیۃ علماء اسلام کے انقلابی رہنما حضرت مولانا عبدالقیوم آف گوجرانوالہ پڑھائیں گے تقریر ایک بجے شروع ہو جائیگی

اطلاع عام

مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی (میانوالی)

عرصہ تین سال سے جاری ہے۔ درجہ ناظرہ و حفظ کے علاوہ اس سال درجہ قرأت جس میں قاری عبدالحق صاحب اور درجہ کتب جس میں خود مہتمم صاحب کام کریں گے ماہ شوال سے جاری ہیں۔ داخل ہونے والے حضرات ۱۵ر شوال تک داخل ہو سکتے ہیں۔ بیرونی طلبہ کے مناسب اخراجات کا مدرسہ کفیل ہو گا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک یہودی راہب سے مناظرہ

علم و فضل کی معرکہ آرائی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دن مراقبہ میں ارشاد ہوا کہ تم یہود کا لباس پہن کر دیر سمعان میں جاؤ اور یہودیوں کی عید میں شریک ہو۔ حضرت بایزید اوّل تو اس سے گھبرائے لیکن جب اسی قسم کا متواتر اشارہ ہوتا رہا تو آخر آپ نے یہودیوں کا لباس پہنا اور عید کے روز دیر سمعان میں تشریف لے گئے جب تمام یہودی جمع ہو گئے اور ان کے بڑے بڑے عالم مجمع میں آ گئے تو سب سے بڑا راہب تقریر کرنے کے لیے اٹھا۔ لیکن جب کھڑا ہوا تو تقریر پر قادر نہ ہو سکا اور اس کے قلب پر ایک خاص اثر محسوس ہوا جس کے باعث اس کی زبان بے کار ہو گئی جب دیر تک خاموش کھڑا رہا تو لوگوں میں شور مچ گیا لوگوں نے اس سکوت کی وجہ دریافت کی تو اس راہب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہمارے مجمع میں کوئی محمدی گھس آیا ہے میں تقریر نہیں کروں گا کیونکہ وہ ہمارا ممتحن بن کر آیا ہے۔ یہ سن کر تمام مجمع میں غصہ اور برہمی پیدا ہو گئی اور لوگوں نے اس راہب سے کہا کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ راہب نے کہا بغیر کسی دلیل اور برہان کے قتل نہیں کرنا چاہیئے بلکہ پہلے اتمام حجت کے طور پر اس سے گفتگو کر لو پھر دیکھا جائے گا۔

یہ سن کر مجمع کی نگاہیں اس نووارد کو تلاش کرنے لگیں۔ راہب نے کہا اے محمدی میں تجھکو تیرے نبی کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو جس جگہ بیٹھا ہے وہیں کھڑا ہو جا اگر تو نے ہم کو مطمئن کر دیا تو ہم تیری اتباع کریں گے لیکن اگر تو اسلام کے متعلق ہمارے شبہات کو دور نہ کر سکا تو ہم تجھ کو قتل کر دیں گے۔ حضرت بایزیدؒ یہ سن کر فوراً کھڑے ہو گئے مجمع کی منتظر نگاہوں کو سکون ہوا حضرت بایزیدؒ نے سوالات کی اجازت دے دی۔

راہب۔ بتاؤ وہ ایک کیا ہے جس کا دوسرا نہیں ہے؟

بایزیدؒ۔ ایسا ایک جس کا کوئی ثانی نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

راہب۔ وہ دو کیا ہیں جن کا تیسرا نہیں؟

بایزیدؒ۔ یہ دونوں رات اور دن ہیں جن کا تیسرا نہیں ہے۔

وجعلنا اللیل والنہار (آیتین)

راہب۔ وہ تین چیزیں کیا ہیں جن کا چوتھا نہیں ہے؟

بایزیدؒ۔ عرش، کرسی، قلم۔

راہب۔ وہ چار چیزیں بتاؤ جن کا پانچواں نہیں ہے؟

بایزیدؒ۔ توریت، انجیل، زبور، قرآن۔

راہب۔ وہ پانچ کیا ہیں جن کا چھٹا نہیں؟

بایزیدؒ۔ پانچ فرض نمازیں!

راہب۔ وہ چھ چیزیں کیا ہیں جن کا ساتواں نہیں؟

بایزید۔ وہ چھ دن ہیں جن میں زمین و آسمان کی خلق ہوئی۔

(ولقد خلقنا السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام)

راہب۔ ایسی سات چیزیں بتاؤ جن کا آٹھواں نہ ہو؟

بایزیدؒ۔ سات آسمان۔

(خلق سبع سموات طباقا)

راہب۔ ایسی آٹھ چیزیں کیا ہیں جن کی نویں نہیں؟

بایزیدؒ۔ حاملان عرش۔

(ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذٍ ثمانیہ)

راہب۔ وہ نو چیزیں کیا ہیں جن کا دسواں نہیں؟

بایزیدؒ۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی وہ نو بستیاں جن میں مفسدین آباد تھے۔ (وکان فی المدینۃ تسعۃ رھطٍ یفسدون فی الارض ولا یصلحون)

راہب۔ عشرۃ کاملہ کیا ہے؟

بایزیدؒ۔ جو شخص حج تمتع کرے اور قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو دس روزے رکھنے چاہئیں۔ ان دس دن کے روزوں سے عشرۃ کاملہ مراد ہے! (فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملہ۔)

راہب۔ وہ گیارہ اور بارہ و تیرہ چیزیں کیا ہیں جن کا خدا نے تذکرہ کیا ہے؟

بایزیدؒ۔ حضرت یوسف کے بھائی اور بارہ مہینے! (ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا) حضرت یوسف نے خواب میں تیرہ چیزوں کو سجدہ کرتے دیکھا تھا! (انی رأیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین)

راہب۔ وہ کون سی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور جہنم میں گئے؟

بایزیدؒ۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے جھوٹ بولا لیکن وہ جنت میں گئے۔ (یا ابانا انا ذھبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا) یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب کرنے میں سچے ہیں لیکن دوزخ میں جائیں گے۔ (وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیٍٔ وقالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیٍٔ)

راہب۔ وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۔ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۔ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۔ ان آیتوں کی تفسیر بتاؤ۔

بایزیدؒ۔ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں اور حاملات سے پانی کے بھرے ہوئے بادل مراد ہیں اور جاریات سے کشتیاں اور مقسمات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک انسانوں کے لیے رزق رسانی کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

راہب۔ وہ کیا چیز ہے جس کی طرف تنفس کی نسبت کی گئی ہے لیکن اس میں روح نہیں ہے لیکن پھر بھی تنفس موجود ہے!

بایزیدؒ۔ وہ صبح صادق ہے جس میں روح نہیں ہے لیکن پھر بھی تنفس موجود ہے۔ (والصبح اذا تنفس)

راہب۔ وہ چودہ چیزیں کیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے تکلم کی شرافت حاصل ہے؟

بایزیدؒ۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں (فقال لھا وللارض ائتیا طوعًا وکرھًا قالتا اتینا طائعین)

راہب۔ وہ قبر کونسی ہے جو اپنے مدفون کو لیے پھری؟

بایزیدؒ۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی (فالتقمہ الحوت وھو ملیم۔

راہب۔ وہ پانی کون سا ہے جو نہ تو آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکالا گیا؟

بایزیدؒ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جو پانی بھیجا تھا وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا۔ جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا۔

راہب۔ وہ چار چیزیں بتاؤ جو نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور نہ باپ کے پیٹھ سے گذری ہوں؟

بایزیدؒ۔ حضرت اسمٰعیلؑ کا مینڈھا۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی۔ حضرت آدم و حوّا۔

راہب۔ جو خون سب سے پہلے زمین پر بہا وہ کس کا تھا؟

بایزیدؒ۔ سب سے پہلے ہابیل کا خون تھا جو قابیل کے قتل سے زمین پر بہایا گیا۔

راہب۔ وہ چیز کیا ہے جس کو خدا نے پیدا کیا اور پیدا کر کے خود ہی اس کو خرید لیا؟

بایزیدؒ۔ مومن کا نفس جس کو خدا نے پیدا کر کے خرید لیا۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم)

راہب۔ وہ کون سی آواز ہے جس کو خدا نے پیدا کیا

باقی صفحہ ۱۸ پر)

حلال و حرام (قسط ۲) قرآن و سنت کے آئینہ میں

علامہ یوسف جبریل

غلط بیانی اور اخفاء سے برکت ختم ہو جاتی ہے

البیعان بالخیار۔ مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لہما فی بیعہما وان کتما وکذبا محقت برکۃ بیعہما۔ (بخاری۔ مسلم)

خریدار اور فروخت کنندہ جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ وہ معاملہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں پورا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر انھوں نے راست بازی اور درست بیانی سے کام لیا۔ تو ان کے معاملہ میں برکت ہوگی اور اگر غلط بیانی اور (عیوب کے) اخفاء کا طریقہ اختیار کیا۔ تو ان کے معاملۂ بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔

اور یہ کہ:۔

اِنَّا کَلَا یربُو لحمٌ نبت من سحتٍ الَّاکانت النار اولی بہٖ۔ (ترمذی۔ نسائی)

مال حرام پہ پلا ہوا گوشت (جسم)، پہ وان نہیں چڑھتا بلکہ اس کا اصل ٹھکانہ جہنم ہے۔

اور یہ کہ:۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہٖ وسلم انہٗ قال لایکسب عبدٌ مالا حراماً فیتصدق منہ فیقبل منہ ولا ینفق منہ فیبارک لہٗ فیہ ولایترک خلف ظہرہ۔ الا کان زادہ الی النار۔ ان اللہ لایمحوا السیئی بالسیئی ولاکن یمحوا السیئی بالحسن۔ ان الخبیث لایمحو الخبیث (ذکرہ صاحب مصابیح السنۃ فی الصحاح۔

عبداللہؓ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص حرام مال کمائے اور اس میں سے صدقہ خیرات کرے تو وہ (عند اللہ) قبول کر لیا جائے۔ یا وہ اس میں سے خرچ کرے تو اس میں برکت ہو سکے، وہ ایسے مال کو اگر پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو یہ اس کے لیے راہ جہنم کا توشہ ثابت ہوتا ہے۔ اللہ برائی کی تلافی برائی کے ذریعے نہیں کرتا بلکہ برائی کو اچھائی ہی کے ذریعہ سے مٹایا جا سکتا ہے۔ ناپاک چیز، ناپاک چیز کا دفعیہ نہیں کر سکتی

اور یہ کہ:۔

عن جابر۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکل الربٰو اوموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے اور اس کی دستاویز لکھنے والے۔ اس پہ گواہی دینے والوں۔ سب پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا ہے۔ یہ سب برابر ہیں۔

معیشت کے چار عوامل

محنت، سرمایہ، نفع اور نقصان، معیشت کے چار بنیادی عوامل ہیں۔ کسی بھی معاشی اکتساب کی حلت یا حرمت پہچاننے کے لیے انہی چاروں عوامل پہ دار و مدار ہے۔ سرمایہ محنت سے پیدا ہوتا ہے جو سرمایہ محنت سے پیدا نہیں ہوا وہ ناجائز ہے۔ صدقہ یا وراثت میں حاصل کیا ہوا مال بھی کسی کی محنت کا ثمرہ تھا جو بہ رضا و رغبت یا از روئے قانون وراثت کسی حقدار کی طرف منتقل ہوا۔ باقی رہا نفع تو وہ نقصان کی ذمہ داری قبول کرنے سے ہی جائز قرار پاتا ہے جس کاروبار میں نفع تو ہو مگر نقصان یا خسارے کا کوئی خدشہ نہ ہو تو وہ ناجائز ہے، وہ نفع نہیں بلکہ سود ہے اسی بنیاد پر ہی تجارت کی حلت اور سود کی حرمت کا دار و مدار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا:۔

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو۔

اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا۔

اسی طرح چور کے ہاتھ کاٹنے میں یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہاتھ جو اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کے لیے دیئے ان سے تو کام نہ لیا اور دوسرے کے ایسے مال میں طمع کیا جس میں اس کی محنت کا کوئی حصہ نہیں کاٹ دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو ہاتھ کے مصرف اور اس کی اہمیت کا واضح طور پر پتہ چل جائے گو کہ وہ قانون جو چوری کے لیے قطع ید جیسی سنگین سزا تجویز کرتا ہے وہ آخر ان لوگوں کے ذمے بھی کچھ فرض عاید کرتا ہے جو معاشی ظلم و ستم کی وجہ سے ایسے حالات پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں، جو معاشرہ کے بعض مفلوک الحال افراد کو چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کے علم کے باوجود آمادہ کر لینے پر قادر ہوتے ہیں ہم چور یا چوری کی وکالت نہیں کر رہے محض ایک عامل کی وضاحت پیش نظر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ تجارت اس لیے حلال ہے کہ اس میں سرمایہ ایسا ہوتا ہے جو انسانی محنت کا ثمرہ ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ یہ سرمایہ ناجائز طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو۔ مثلاً چوری یا خیانت یا جعلسازی سے۔ بہر حال وہ سرمایہ جو محنت کا ثمرہ ہو، سرمایہ کی تعریف میں آ سکتا ہے خواہ وہ کسی بھی طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ناجائز طریقوں سے حاصل کیا ہوا سرمایہ حرام قرار پایا جائے گا۔ اور اس پہ حاصل کیا ہوا نفع بھی حرام ہی ہوگا۔ دوسری وجہ تجارت کے عمل کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ اس عمل میں نفع کے ساتھ خسارہ کی بھی توقع ہوتی ہے یعنی سرمایہ ضائع ہو جانے کے امکانات ہیں۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سودی کاروبار — سرمایہ کے صحیح سرمایہ (یعنی محنت کا ثمرہ۔ بشرطیکہ یہ سرمایہ سود کے طور پہ حاصل نہ کیا گیا ہو۔) ہونے کے باوجود حرام اس لیے ہے کہ اس عمل میں نفع کے ساتھ نقصان کا کوئی خدشہ لاحق نہیں اور اس طرح سرمایہ کے ضیاع کے امکانات مفقود ہیں۔ اسی طرح سرمایہ کی یہ بنیادی تعریف اور نفع کی یہ مخصوص شرط ہم پہ زمین کی کاروباری نوعیت بھی واضح کرتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کی تخلیق میں نہ تو کسی آدمی نے کچھ محنت کی (اس لیے یہ سرمایہ کی تعریف میں نہیں آ سکتی) اور نہ اس کے ضائع ہو جانے کا کوئی امکان ہے۔ اس لیے جو کاروبار بھی زمین کے معاملہ میں زمین کو سرمایہ قرار دے کر کیا جائے گا وہ ناجائز ہوگا کیونکہ سود ہوگا۔ زمین کی انتفاعی صورت صرف یہی ہے کہ خود کاشت ہو لیکن اگر ٹریکٹر یا دوسری مشینی ذرائع سے ایک کثیر المقدار قطعہ زیر کاشت آ سکے تو وہ مقدار دولۃً کے تہاز و پہ تول لی جا سکے گی

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ ۔ ایسا نہ ہو کہ دولت تم میں سے امیروں کے ہاتھوں میں گردش کرتی رہے۔

اور خود کاشت کے لیے زمین کی مقدار معین ہو سکے گی اس زمین سے کرایہ کی صورت میں حاصل کیا ہوا نفع یا مزارعت کے دستور پہ حاصل کی ہوئی پیداوار بھی سود ہی کی ایک بدترین شکل تصور کی جائے گی۔

بقیہ : نماز

اب اگر دوا استعمال کرنے والا پرہیز نہیں کرتا اور دوا تاثیر نہیں دکھاتی تو اس میں دوائی کی کیا خطا ہے۔ اگر بیمار پرہیز کرتا تو دوا بھی اپنا اثر دکھاتی۔ اسی طرح نماز دوا ہے لیکن پرہیز بھی اس کے ساتھ ضروری ہے۔ ہم یہ دوا بھی استعمال کرتے ہیں۔

اب خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ اس میں قصور بیمار کا ہے یا علاج اور معالج کا؟

اس کے باوجود اگر نمازیوں اور تارکین نماز کا موازنہ کیا جائے تو نمازی ان سے بہر حال بہتر ہوں گے

مشاہیر علمائے سرحد

محدثِ بفہ حضرت مولانا سید عثمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۵۸ء تا ۱۹۴۲ء

پروفیسر قاری فیوض الرحمٰن ، گورنمنٹ کالج ، ایبٹ آباد

آپ بمقام میدان پائین" جو بگرام ہزارہ سے مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلے پر برلب سڑک واقع ہے، آزاد قبائل میں ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کافی جائیداد کے مالک تھے لیکن ابھی چھوٹے ہی تھے کہ وہ رحلت فرما گئے۔ والد مرحوم کی رحلت کے بعد آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی سید عمر شاہ مرحوم نے کی۔

آپ کو تحصیل علم کا بہت شوق تھا اس شوق کو پورا کرنے کے لئے آپ نے سرحدی علاقوں کے علاوہ دور دراز کے سفر بھی کئے۔

اس وقت سرحد (کوہستان سے پشاور تک) میں ہر علم کی الگ الگ درسگاہیں ہوا کرتی تھیں کہیں فقہ کی تعلیم دی جارہی ہے اور کہیں منطق کی، کہیں اصول کی اور کہیں احادیث کی آپ نے ہر ہر علم کی کتابیں ان کے اصل مراکز میں رہ کر پڑھیں۔

پھر آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں "مظاہر العلوم" میں داخل ہو کر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مکیؒ سے تفاسیر اور کتب احادیث پڑھیں حضرت مہاجر مکیؒ آپ کی ذہانت و قابلیت کی وجہ سے آپ سے نہایت شفقت سے پیش آتے اور آپ بھی ان کا بے حد احترام کرتے تھے اس کے بعد باقاعدہ دورۂ حدیث کے لئے آپ دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے دورۂ احادیث کیا۔

تدریسی خدمات

تحصیل علوم کے بعد آپ نے مستقل سکونت "بفہ" تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں اختیار فرمائی اور بفہ ہی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا اور پچاس سال تک برابر پڑھاتے رہے دور دور علاقوں سے طلبہ کشاں کشاں آپ کی خدمت میں پہنچتے اور علمی پیاس بجھاتے۔ آزاد قبائل میں کوہستان، سوات، پشاور اور کابل میں آپ کے بیشمار تلامذہ موجود ہیں جو اپنی اپنی جگہ خود ایک ادارہ ہیں اسی دوران میں آپ ایک بار حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے حج کیا اور وہاں کے پرکیف روحانی مناظر سے خوب لطف اندوز ہو کر واپس لوٹے۔

سنگاپور کا سفر

ایک سفر آپ نے رنگون و سنگاپور کا کیا سنگاپور میں مقیم ایک عرب تاجر سیٹھ محمد اسماعیل مرحوم آپ کے علمی تبحر سے بہت متاثر ہوئے ان کی درخواست پر آپ رمضان المبارک میں وہیں چلے جاتے اور بخاری شریف کا درس دیا کرتے دین دوست تاجر محمد اسمٰعیل آپ کی بہت قدر دانی کرتے اور ذریعۂ معاش سے بے نیاز کر دیتے۔

آخری عمر میں مثنوی شریف اور حدیث شریف کا درس باقی رہ گیا تھا آپ اپنے چوبارہ (بالاخانے) میں عمدہ قالین پر بیٹھ کر درس دیا کرتے طبیعت میں نظافت و نفاست بہت زیادہ تھی اچھا کھاتے اچھا پہنتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس بدن کو خوب کھلا پلا کر اور اچھا لباس پہنا کر اس سے خوب کام لینا چاہیئے۔

صوفیانہ مسلک

آپ نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑوی کے دست حق پرست پر بیعت کی درس و تدریس سے فارغ ہونے کے بعد اکثر اوقات ذکر اذکار میں گزارتے تھے۔

تہجد کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "مرغ تو صبح سحری کے وقت اذانیں دے اور انسان اشرف المخلوقات ہو کر سوتا رہے اس سے زیادہ افسوسناک بات اور کیا ہو سکتی ہے"؟

آپ کو تلاوت کلام پاک سے بہت لگاؤ تھا جب بالکل ضعیف ہو گئے تھے اس وقت بھی دس پارے یومیہ پڑھنے کا معمول تھا ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم ہو جاتا آپ نے اپنے بالاخانے پر (جو کہ آپ کی درسگاہ بھی تھی) ایک ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔

تبحرِ علمی

اس ضعف اور کمزوری کے عالم میں بھی جو فتوے آپ سے پوچھے جاتے آپ اصل کتاب کا صفحہ اور سطر بھی بتا دیتے کہ فلاں جگہ یوں لکھا ہے اور فلاں جگہ یوں لکھا ہے دس دس، بارہ بارہ کتب کے حوالے دے دیتے۔

انتقال

آپ نے ۱۹۴۲ء میں انتقال کیا اور آپ کا مزار بفہ اڈہ سے شمالی جانب ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بائیں جانب برلب سڑک واقع ہے آپ نے قبر کے بارے میں پہلے ہی وصیت فرما دی تھی کہ اسے پختہ نہ کیا جائے آپ کے مزار سے کئی بار دیکھنے والوں نے "انوار" دیکھے۔

صدقاتِ جاریہ

آپ کے صدقات جاریہ میں آپ کی نیک اور اہل علم اولاد ہے اس کے علاوہ آپ نے ایک مسجد بھی تعمیر کروائی جو "مسجد عثمان" کے نام سے مشہور ہے اور ایک نہایت ہی وسیع کتب خانہ ورثہ میں چھوڑا اور اس کے بارے میں وصیت فرمائی کہ اسے تقسیم نہ کیا جائے اور بھی وصیت بالاخانے کے بارے میں بھی فرمائی لیکن آپ کے انتقال کے بیس سال بعد "کتب خانے" اور "بالاخانے" کو تقسیم کر لیا گیا۔

آپ کے چند ملفوظات

فرمایا کرتے تھے کہ "انسان کی ضروریات خود بخود پوری ہوں تو بے شک کامل انسان ہے وہ انسان نہیں جو اپنی ضرورتوں کے لئے مارا مارا پھرتا ہے اور ٹھوکریں کھاتا پھرے من کان للہ کان اللہ لہٗ جو اللہ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔"

شیخ محمد اسمٰعیل تاجر عرب مقیم سنگاپور مذکور کے علاوہ کسی سے کچھ قبول نہ کرتے اور نہ ہی امراء کے ہاں جاتے بلکہ علاقہ کے امراء خود آپ کی مجلس میں حاضری دیا کرتے تھے اس سلسلہ میں آپ کا ارشاد تھا نعم الامیر علی باب العالم وبئس العالم علی باب الامیر۔ کہ اچھا امیر وہ ہے جو عالم کے دروازے پر پہنچے اور برا عالم وہ ہے جو امیر کے دروازہ کا طواف کرے ایک دفعہ ایک مالدار شخص آپ کے سامنے بیٹھ کر اپنی تعریفیں کرنے لگا آپ نے فرمایا "خوب" آپ بھی کچھ ہیں اگر آپ گھوڑے ہوتے تو سواری کے کام آتے اور گدھے ہوتے تو بوجھ اٹھاتے مگر آپ کسی بھی کام کے نہیں ہیں یہ سن کر وہ صاحب خاموش ہو گئے پھر کبھی لب کشائی کی جرأت نہ کی اگر کوئی امیر آپ کو کچھ پیش کرتے تو آپ فرماتے کہ "میں نے علم فروخت کرنے کے لئے حاصل نہیں کیا"۔

آپ کے اخلاق

آپ عمدہ اخلاق کے مالک تھے وقت کے انتہے پابند کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے تو ہو جائے لیکن آپ پڑھائی کا ناغہ نہ کرتے اور اسی تدریس کے شغل میں خلل پڑنے کے اندیشہ سے آپ سرکاری مقدمات شرعیہ بھی واپس کر دیتے تھے۔

اولاد

آپ نے دو شادیاں کیں زوجۂ اول کے بطن سے دو صاحبزادے مولانا سید خلیل احمد شاہ صاحب مدظلہ فاضل دیوبند اور سید رحمت شاہ صاحب اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں زوجۂ ثانی سے تین بیٹے مولانا سید محمود شاہ صاحب "خطیب بفہ" سید اکبر شاہ صاحب اور سید محمد شاہ صاحب پیدا ہوئے۔

آپ کی اولاد میں حضرت مولانا خلیل احمد شاہ صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا سید محمود شاہ صاحب مدظلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور یہی اپنے والد کے جانشین ہیں دونوں مستند اور باعمل عالم ہیں اول الذکر کا تذکرہ ہم ذرا تفصیل سے کریں گے مؤخر الذکر کا تذکرہ "ترجمان اسلام" کی اشاعت بابت ماہ ستمبر میں مفصل ہو چکا ہے۔

بقیہ: یہودی راہب سے مناظرہ

اور پھر اس کی برائی بیان کی۔

بایزیدؒ۔ وہ گدھے کی آواز ہے (ان انکر الاصوات لصوت الحمیر۔

راہب۔ وہ کون سی مخلوق ہے جس کو خدا نے پیدا کرکے اس کی عظمت سے خوف دلایا ہو؟

بایزیدؒ۔ عورتوں کا مکر۔ (ان کیدکن عظیم)

راہب۔ وہ کیا ہے جس کو خدا نے پیدا کیا ہو اور پھر خود ہی اس کے متعلق سوال بھی کیا ہو؟

بایزیدؒ۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا جو خدا کا پیدا کیا ہوا تھا اور پھر خدا نے اس کے متعلق استفسار بھی کیا (وما تلک بیمینک یاموسیٰ)

راہب۔ عورتوں میں بزرگ ترین عورتیں، اور دریاؤں میں سے سب سے افضل دریا کون سے ہیں۔

بایزیدؒ۔ حضرت حواؑ، خدیجۃ الکبریٰؓ، عائشہ صدیقہؓ آسیہؓ، فاطمہ زہراؓ، مریمؑ، دریاؤں میں بہترین دریا جیحون سیحون، دجلہ، فرات، دریائے نیل۔

راہب۔ بزرگ ترین پہاڑ اور بزرگ ترین چوپائے کون ہیں؟

بایزیدؒ۔ پہاڑوں میں بزرگ پہاڑ جبل طور اور چوپایوں میں بہترین چوپائے گھوڑے۔

راہب۔ بارہ مہینوں میں بہترین مہینہ کون سا ہے اور راتوں میں بہترین رات کون سی ہے؟

بایزیدؒ۔ بہترین مہینہ رمضان کا ہے! (شہر رمضان الذی انزل فیہ القران)، اور راتوں میں رات لیلۃ القدر ہے (لیلۃ القدر خیر من الف شہر)۔

راہب۔ ایک درخت میں بارہ ٹہنیاں ہیں اور ہر ٹہنی میں تیس پتے اور ہر پتے میں پانچ پھول ہیں۔ دو پھول دھوپ میں ہیں اور تین پھولوں پر سایہ پڑ رہا ہے بتاؤ یہ کیا چیز ہے؟

بایزیدؒ۔ درخت سے مراد سال ہے جس میں بارہ مہینے اور ہر مہینے میں تیس دن اور ہر دن میں پانچ پھول یعنی پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ جن میں سے ظہر، عصر سورج کی روشنی میں ادا کی جاتی ہیں اور تین نمازیں مغرب، عشاء رات کے سایہ میں یعنی غروب آفتاب کے بعد ادا ہوتی ہیں اور نماز فجر صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے!

راہب۔ وہ کیا شے ہے جس نے کعبہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کیا حالانکہ نہ تو اس میں روح ہے اور نہ اس شے پر حج فرض ہے؟

بایزیدؒ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب طوفان کی حالت میں یہ کشتی جزیرۃ العرب میں پہنچی تو بیت اللہ کا طواف کیا اگرچہ بیت اللہ پانی میں غرق تھا۔

راہب۔ اللہ نے کتنے نبی مرسل پیدا کئے اور غیر مرسل کتنے؟

بایزیدؒ۔ صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہو چکے ہیں جن میں سے تین سو تیرہ مرسل اور باقی غیر مرسل تھے!

راہب۔ وہ چار چیزیں کون سی ہیں جن کی اصل تو ایک ہے لیکن ان کا رنگ اور مزہ آپس میں مختلف ہے؟

بایزیدؒ۔ یہ چاروں چیزیں آنکھیں، کان، ناک اور منہ ہے۔ کانوں کی رطوبت کا مزہ کڑوا، آنکھوں کا پانی کھاری، منہ کا تھوک میٹھا اور ناک کی رطوبت کا مزا ترش ہوتا ہے۔

راہب۔ بتاؤ گدھا اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟

بایزیدؒ۔ (لعن اللہ العشار) یعنی خدا ٹیکس وصول کرنے والوں پر لعنت کرے۔

راہب۔ کتے کی آواز کیا ہے؟

بایزیدؒ۔ (ویل لاھل النار من غضب النار) اہل جہنم پر خدا کے غضب سے ہلاکی نازل ہو۔

راہب۔ بیل کی تسبیح کیا ہے؟

بایزیدؒ۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

راہب۔ اونٹ کی تسبیح کیا ہے؟

بایزیدؒ۔ حسبی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا۔

راہب۔ طاؤس کی تسبیح کیا ہے؟

بایزیدؒ۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ

راہب۔ بلبل کی خوش الحانی میں کونسی آیت ہے؟

بایزیدؒ۔ سبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون

راہب۔ وہ کیا چیز ہے جس پر خدا نے وحی بھیجی لیکن نہ وہ انسان ہے، نہ جن، نہ ملائکہ۔

بایزیدؒ۔ شہد کی مکھی۔ واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا۔

اس کے بعد حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی اور سوال ہو تو بتاؤ لیکن راہب نے انکار کر دیا اور کہا مجھے اب کچھ اور دریافت کرنا نہیں ہے اس کے بعد حضرت بایزیدؒ نے فرمایا اب مجھے بھی تجھ سے ایک سوال کرنا ہے اے راہب تو آسمانی کتب سے واقف ہے صرف ایک سوال کا جواب دے کہ آسمان اور جنت کی کنجی کیا ہے؟

راہب اس سوال کو سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ حضرت بایزیدؒ نے مجمع کو مخاطب ہو کر کہا میں نے اتنے سوالوں کا جواب دیا لیکن تمہارا راہب ایک سوال کا جواب دینے سے بھی اعراض کر رہا ہے۔ راہب نے یہ سن کر کہا میں جواب دینے کو تیار ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ حاضرین مجھ سے موافقت کریں گے۔ آپ نے کہا کہ اگر کوئی حق بات ہے تو راہب اس کو ظاہر کر دے ہم موافقت کے لیے تیار ہیں تو ہمارا سردار ہے ہم تیرے مطیع ہیں اگر کوئی ہدایت تیری نظر میں ہمارے لیے مفید ہے تو تو اس کو صاف طور پر ظاہر کر دے!

راہب نے کہا سچی بات یہ ہے کہ جنت کی کنجی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

راہب سے یہ سن کر تمام حاضرین نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہودیت کے زنار توڑ دیئے گئے اور حضرت بایزیدؒ کے ہاتھ پر سب لوگ مشرف باسلام ہو گئے۔ پھر بایزیدؒ کو الہام ہوا کہ تو نے ہماری خاطر یہودیت کا لباس پہنا تھا۔ ہم نے اس اطاعت کے صلے میں تیری وساطت سے سینکڑوں کو اسلام میں داخل کر دیا۔

بچوں کا صفحہ

محمد ابوبکر صدیق

سچی کہانیاں

● سلطان احمد شاہ والیٔ دکن کے داماد نے ایک دفعہ ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا۔ جب مقدمہ قاضی کے پاس پہنچا تو قاضی نے مقتول کے ورثاء کو خون بہا دلوا کر مطمئن کر دیا۔ اور فیصلہ کی مِثل بادشاہ کے پاس بھیج دی۔ لیکن بادشاہ نے قاضی کے اس فیصلہ کو کمزور قرار دیا اور اسے رَد کرتے ہوئے ملزم کو پھانسی کی سزا دی تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور امیر لوگ محض خون بہا ادا کر کے ہی لوگوں کی گردنیں نہ مارتے رہیں۔

● شیر شاہ سوری ہندوستان کا ایک بلند پایہ فرمانروا تھا اس کے بیٹے عادل خاں نے ایک ہندو بقال کی عورت جب کہ وہ غسل کر رہی تھی پر پان پھینکا۔ بقال نے بادشاہ وقت سے فریاد کی۔ بادشاہ نے مقدمہ سننے کے بعد فیصلہ دیا کہ جس طرح میرے بیٹے (عادل خاں) نے ہاتھی پر سوار بقال کی بیوی پر نہاتے ہوئے پان پھینکا ہے۔ اب بقال اسی طرح ہاتھی پر سوار ہو کر میری بہو (عادل خاں کی بیوی) پر نہاتے وقت پان پھینکے۔ بادشاہ کا فیصلہ سنتے کے بعد تمام درباریوں نے شہزادے کی صفائی کے لئے سفارش کی۔ مگر بادشاہ نے کہا۔ کہ مَیں نے اپنا فیصلہ کر دیا ہے اب اگر بقال چاہے تو معاف کر دے میں معاف نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بعد میں بقال نے حاضرین دربار کی سفارش اور شہزادے کی ندامت پر اسے معاف کر دیا۔ تب شہزادے کی جان چھوٹی۔

● سلطان محمود غزنوی کے بھانجے کے ایک غریب آدمی کی عورت سے ناجائز تعلقات تھے۔ اُس غریب نے ڈرتے ڈرتے یہ خبر بادشاہ تک پہنچائی۔ سلطان خبر سنتے ہی خود گیا اور عین موقعہ پر اپنی تلوار سے اپنے بھانجے کا سر قلم کر دیا۔ بعد میں پانی مانگ کر پیا۔ اور عدل و انصاف کے بارے میں مسلمانوں کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھنے کے لئے دو نفل شکرانے کے ادا کئے۔

● امیر المومنین حضرت عمرؓ ایک دفعہ رات کے وقت گشت کر رہے تھے کہ ایک بدوی کو انتہائی بے چینی کی حالت میں دیکھا آپ کے دریافت کرنے پر بدوی نے بتلایا کہ اس کی بیوی کے بچہ پیدا ہونے والا ہے اور وہ سخت تکلیف میں ہے لیکن میرے پاس کوئی پیسہ نہیں کہ دایہ کا بندوبست کروں یہ خبر سنتے ہی حضرت عمرؓ گھر واپس تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ ام کلثومؓ کو بدوی کی بیوی کی تیمارداری کے لئے ساتھ لے گئے۔ چنانچہ وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ خود بدوی سے باتیں کرنے لگ گئے اور حضرت ام کلثومؓ اندر تشریف لے گئیں اور تھوڑی دیر بعد اندر سے آواز آئی کہ امیر المومنین اپنے دوست کو خوش خبری دیجئے کہ خدا تعالےٰ نے اسے فرزند عطا فرمایا ہے۔ بدوی امیر المومنین کا لفظ سن کر چونک پڑا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اسے تسلّی دی اور بعد میں بدوی کو انعام سے نوازا۔ اور اس کے نومولود بچّے کا روزینہ مقرر فرما دیا۔ خداوند کریم ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

● حضرت امام ابو یوسفؒ (یعقوب بن ابراہیم) عتبہ انصاریؓ کی چھٹی پشت میں سے تھے۔ آپ کا شمار امام اعظم ابو حنیفہؒ کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ بغداد میں قاضی القضاۃ تھے اور مہدی، ہادی اور ہارون کے زمانو میں اسی عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ ایک بار خلیفۂ وقت ہارون الرشید اور ایک یہودی کا مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش ہوا۔ یہودی احتراماً خلیفۂ وقت سے تھوڑا پیچھے کھڑا ہو گیا۔ لیکن جب قاضی صاحب کی نظر پڑی تو فرمایا کہ تم خلیفہ کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جاؤ۔ میری عدالت میں شاہ و گدا برابر ہیں۔ ہارون قاضی صاحب کی اس جرأت اور بے باکی پر بہت خوش ہؤا۔ اور کہا۔ کہ واقعی اس عہدے پر ایک موزوں ترین امام مقرر ہے۔

● سلطان ملک شاہ سلجوقیوں میں نہایت عادل بادشاہ گذرا ہے۔ اُس کی عدل گستری کے بیشتر واقعات تاریخ اسلام کا ایک زرّیں باب ہیں۔ ایک دفعہ اس کی فوج کے سپاہیوں نے ایک غریب بڑھیا کی گائے کھا لی۔ غریب بڑھیا نے اس زیادتی کے خلاف کافی فریاد کی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ اور نہ ہی اس کی آواز کو بادشاہ تک پہنچنے دیا گیا۔ بڑھیا اس صورتِ حال سے بہت نالاں تھی۔ چنانچہ بادشاہ ایک مرتبہ اپنے مصاحبوں کے ہمراہ شکار کے لئے نکلا۔ تو بڑھیا نے بادشاہ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے یہ موقعہ غنیمت جانا اور زندہ رود (اصفہان کی مشہور نہر) کے پُل پر بادشاہ کے راستے میں جا کھڑی ہوئی۔ بادشاہ کے محافظ دستہ نے اسے ہٹانے کی بہتیری کوشش کی مگر بڑھیا اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ جب بادشاہ کی سواری بڑھیا کے قریب پہنچی تو اس نے لگام پکڑ کر بادشاہ سے کہا کہ میرا انصاف اس پُل پر کرے گا یا پُل صراط پر ہوگا۔ جب بادشاہ نے سب ماجرا سنا تو لرز گیا اور بڑھیا کو ایک کے بدلے ستر گائیں دے کر راضی کیا۔

● حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو پوچھا کہ بچہ کیوں روتا ہے۔ جواب ملا۔ کہ اس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہے تاکہ حکومت سے وظیفہ ملے۔ حضرت عمرؓ لرز گئے۔ اور اسی دن سے پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ دینے کا فرمان جاری کر دیا تاکہ والدین کو دودھ چھڑانے کی زحمت نہ ہو اور بچے خوب پرورش پائیں۔

ٹیلیفون نمبر ٦٧٥٤٥

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٤٧

منظور شدہ (۱) لاہور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری G/۲۱/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری T.B.C ۲۳۲۷-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمۂ تعلیم (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ۹/۲۹/۶۷/۲۰۷۶-D.D.9 مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۴۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء



- آسمان رشد وہدایت کا وہ درخشندہ ستارہ، جس کی ضیاء پاشیوں سے ظلمت کدۂ ہند میں زہد وتقویٰ اور مجاہدہ و ریاضت کی روشنی پھیلی!
- عظمت و کردار کا وہ پیکر عظیم۔ جس کی شرافت و دیانت کا اعتراف خود مخالفین نے کیا!
- علم و فضل کا وہ بحر بے کراں۔ جس کی روانی سے عرب وعجم یکساں سیراب ہوئے!
- تحریک آزادی کا وہ قائد جلیل۔ جس نے فرنگی سامراج کا تختہ الٹنے میں اہم کردار پیش کیا!
- وہ زاہد و متقی اور محدث و خطیب۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تبلیغ و اشاعت جس کی زندگی کا پاکیزہ مشن تھا!

شیخ الاسلام السید **مولانا حسین احمد مدنی** قدس سرہ العزیز
— کی زندگی کے حالات واقعات پر ایک مستقل معلوماتی کتاب
— آپ کے نادر خطوط کا عکس ● معروف اور نامور اہل قلم کے غیر مطبوعہ مضامین
— تاریخ اشاعت کا انتظار فرمائیے!

ایک زیر ترتیب کتاب کیلئے معلومات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کی سیاسی خدمات

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک آزادی میں کیا اہم خدمات انجام دیں — اور استخلاص وطن کی خاطر آپ نے کن کن جیل خانوں میں قید و بند کے مصائب برداشت کیے —؟

اور

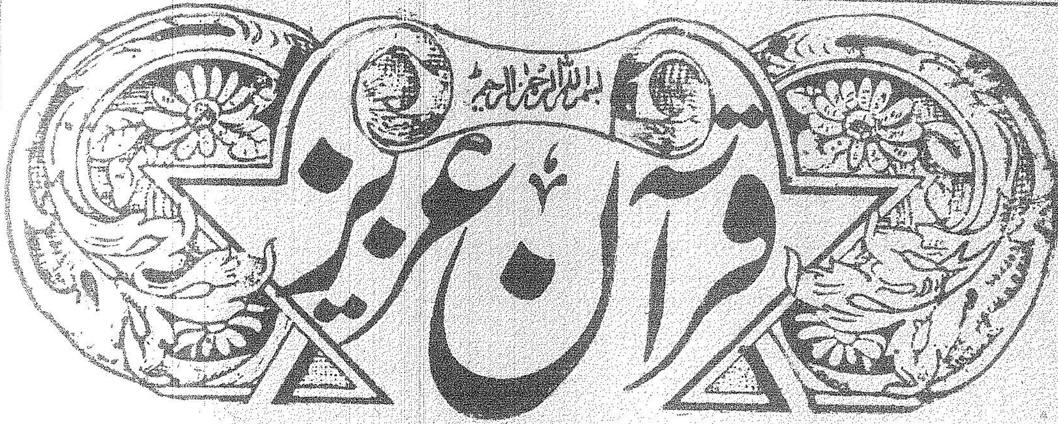
کن بزرگوں کی رفاقت میں جیل کے دن گزارے؟

اس موضوع پر — آپ کے پاس معلومات ہوں، یا حضرت شیخ کے خطوط ہوں تو براہ کرم

ادارہ کے نام

ارسال کریں! خطوط عکس لیکر واپس کر دیئے جائیں گے۔

مجاہد الحسینی — (مدیر خدام الدین)



عکسی طباعت سے مزین

رنگین — **نیا حاشیہ** — دیدہ زیب

تین سال کی محنت شاقہ اور زر کثیر کی لاگت کے بعد شائع ہوا

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ھدیہ: (مجلد) ۸ روپے مکینیکل گلیز کاغذ

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی پی نہیں بھیجا جائے گا۔ تاجران رعایت کے لیے لکھیں

دفتر انجمن خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا